~~۱۳۵۷~~
ع/۸۸۴

اسرار کربلا

743

به عون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

اسرار کربلا

مطبع گرامی منشی نولکشور نامی میں مطبوع چھپا ہوا

حلیۂ کتاب اسرار کربلا مع مضمون دفع دخل

ظاہر ہی کہ ابتدای عالم وآدم سی تا ایندم کوئی سانحہ عظیم تر اور عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سی زیادہ روی زمین پر
نہین گذرا ہے تا بچرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد ؛ بر ہیچ افسردہ جفای چنین نکرد ؛ اور مایہ کمال حیرت واستعجاب
اس سی زیادہ کیا ہوگا کہ ہے کام یزید دادہ از کشتن حسین ؛ بنگر کرا تقبل کہ دلشاد کردہ ؛ اخبار اس واقعۂ قیامت افزا
کی قبل از وقوع جسقدر کتب معتبرہ سی ثابت ہین محتاج بیان نہین بعد اس واقعہ کی کہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا ہی اسوقت تک
کہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری ہین قریب بارہ سی چبیس برس گذرتی ہین ہزارون بلکہ لاکہون تصانیف نظم ونثر اور سلام اور مرثیہ
فقط بیان اسی ایک حال واقعہ کربلا مین تصنیف ہوتی چلی آتی ہین مگر کسی نی ابتک ایسی مضمون نمایان کو آیات کلام الله
سی استخراج اور تطبیق دیکر کمتر لکہا ہی جس حالت مین بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْن
کوئی رطب ویابس جزو وکل کلام الله سی باہر ہو ممکن نہین کہ ایسی سانحہ اعظم اور مصائب نمایان کی خبر کلام الله
مین نہو کہ خاص واسطی بیان جمیع مصائب عالم کی بالتخصص وارد ہی کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی
اللّٰهِ یَسِیْرٌ ؛ پس جب علی العموم جمیع مصائب کا ذکر قبل الوقوع اس صراحت سی کلام الله مین ہونا منصوص
ہے پہر ایسی مصیبت عظمی کا ذکر نہونا کیا معنی مگر یہہ کہ بصراحت نام ومقام بقید شان نزول کہلا کہلا ہی نہو
بلکہ برمز وکنایات ہو کہ الکنایة ابلغ من التصریح کہ اسرار درمیان دو ہمراز کاتب اور مکتوب الیہ کے رمز وکنایات مین
بیان ہوجاتی مین کہ اہل ظاہر نہین سمجہتی فقط معنی ظاہر جانتی ہین کہ ہے میان عاشق ومعشوق رمزیست ؛
کراما کاتبین را ہم خبر نیست ؛ اب جب بعد الوقوع اور شیوع عام سے وہ اسرار نہ رہا بلکہ بسبب ناواقفی کے
مایہ حیرت اور تردد اور استعجاب ارباب ظاہر کا اور مایہ ضعف ولغزش ایمان اکثر عوام ضعیف الایمان کا معلوم
ہوا اس نظر سے بقدر امداد فیض روح القدس تطبیق مضامین آیات قرآنی اوسکی شرح کردینا غالب ہی کہ نزدیک
اہل انصاف کی داخل گناہ نہو اور سوای اسکے اکثر اسرار امور ومعاملات عجیب حیرت افزا جو سانحہ کربلا مین
ظاہر اور مستتر ہین اوسکی بیان کی طرف بہی کمتر کسی نی خیال اور التفات کیا فقط ایک مضمون ماتم اور الم

کوکناہری کس کس طرح مضامین خلاف واقع دہاعی اور افراط و تفریط سے واسطے اظہار شاعری اور داد سخن کے
بیان کرتے ہین کہ ذوالجناح نے یون کہا اور ذوالفقار نے یون کہا اور قضا و قدر یون بولی اور ملائک یون
کہنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یون کہتی ہوئین فردوس سے آئین مظلوم حسینا الخ تا واسطے رونے کے
تمہید ہو گو نہ ارطرح کی توہین اور بے ادبیان خلاف واقع واقع ہو بیان اسقدر بقول مولف کافی معلوم ہوتا
ہی کہ ۔ این کار ہر کہ ساختہ لعنت بر و بود ؛ ناگفتہ بہ سخن کہ اہانت در و بود ؛ حال آنکہ مضامین راست
اور بیان واقعی واسطے رقت کے کیا کم ہین کہ معاذ اللہ ایسے مقام ادب مین خلاف واقع افترا کیا جاوے
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۔ در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت ؛ آرند بسی زاید و موضوع روایت
ناگفتہ سخن کہ درو ہست اہانت ؛ آید نہ مگر گریہ برین است حکایت ؛ بر راست نہ گرید اگر از ماتمیان ست
بر کذب و غلط کی متاثر شود انکس ؛ اور اسرار عجائب حیرت افزا اس سانحہ خاص مین یہہ ہین کہ سب
بحکم مشیت ایزدی واقع ہوا ہی کہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَمَا تَشَاؤُوْنَ
اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہان تک کہ تاریخ ۸
محرم سے چاہ پر آب خود بخود خیمہ گاہ کربلا سے غائب ہو گیا اور تمام لشکر جناب سید الشہدا
علیہ السلام کا حسب صلاحدید حضرت حر کے تمام شب رو رو چلا گیا پھر صبحکو اوسی میدان کربلا مین کہڑا
تہا پس اسکا فاعل عالم اسباب مین کون تہا پس ایسی ایسی مصیبتین ایک ایک ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نازل
کرنے مین ایسے بیگناہ خیر الخلائق محبوب کے محبوب پر حکمت اور مصلحت اور اسرار الہی کیا تہی کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر بعد امتحان کامل کے اول آتش نمرودی سرد ہوئی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ دوسری مرتبہ جنود لیشہ کی مدد پہونچی تیسری بار کارد ذبح کند ہو گئی اور اوسپر بہی اکتفا ہو کر
فدیہ جدا پہونچا کہ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور یہان باوجود امتحانات شدید کے بعد قتل جمیع عزیزان اور
فرزندان اور موالی اور انصار کے ایک ہزار نوسی پچاس زخم بہی آپکے جسم مبارک پر پہونچ چکے تہے
اسپر بہی مگر امتحان کامل نہو چکا تہا کہ خنجر شمر ملعون کا مثل کارد ذبح اسمٰعیل کند بہی نہوا اور فدیہ بہی نہ
پونچا پھر یہہ کیسا امتحان تہا ۔ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ؛ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار ؛

تنہا بمیان آن خلف حیدر کرار بے مونس و بے ہمدم و بے یاور و بے یار ٭ از نقش گر بیان بمقامی کہ
نشان شد ٭ انجا بچسپان خنجر بیداد روان شد ٭ آخر اور سب انبیا پر بھی ہزارون طرح کی مصیبتین اور
امتحانات سخت واقع ہوئی پھر بھی بعد تکمیل امتحانات قوی کی آخر کار بمقابلہ کفار بین کیسی کیسی امداد اور
معجزات نمایان اور فتح اور نصرت اور غلبہ انبیا کا اور ہزیمت فاش اور اہلاک کفار کا واقع ہوا ہی کہ محتاج
بیان نہین فکیف کان کذا کہ کام یزید دادہ از کشتن حسین ٭ بنگر کہ القتل کہ دلشاد کردہ بعد ازکی
اگر سب اشرار کربلا ملعون اور معذب بے بدی جہنمی ہوی کب اس ظلم عظیم کی تلافی ہو سکتی ہی کہ من
قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ علی العموم آیا ہی فقط پس ظاہر ہی کہ ایسے نکات اور اسرار
الٰہی سوای کتاب الٰہی کی اور کہان سی معلوم ہو سکتی ہی اور سوای قرآن و حدیث کی معتبر اور مفید وثوق
و یقین کے کب ہو سکتی ہین اور جبتک ایسی اسرار سمجھہ مین نہ آوین اور دلپر نہ بیٹھین البتہ ہنگام غور و تامل
خالی از تردد و حیرت نہین پس بہ سب اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور سب تفصیل حال کربلا کو بتصریح تمام آیات
کلام اللہ سی ترجمہ زبان اردو عام فہم باختصار تمام نظم و نثر سلیس مین بیچ اس کتاب اسرار کربلا
کے ترتیب دیا ہے کہ لطف اسکا ملاحظہ سی تعلق رکہتا ہی وہ سب تحیرات اور ترددات مذکورہ بالا
اطمینان سی بدل اور اطمینان بدل ہوتا ہی اور عقل سلیم انصاف پسند اوسکو تسلیم اور قبول کرتی ہی اور
کسیطرحکا تردد اور تحیر اور استعجاب باقی نہین رہتا اور کوئی مضمون خلاف عقل اور نقل کے نہین
مگر حسب طبائع انصاف دشمن کو باوجود صراحت معانی آیات قرآنی کے شبہہ یا انکار یا اعتراض
یا تردید ہی اوسکا عذر ما تقدم اور ما تاخر اور دفع دخل خود اول آخر کتاب مین اہل مطبع نی لکھدیا ہے
يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا الخ ایسی شبہات مضامین آیات
قرانی مین سی ایک زمرہ اسلام دین محمدی مین ۷۳ فرقی ہو گئی کہ ابتک اختلاف باہم گرم باقی ہی پہر

اسکا جواب کیا ہی کہ خود اللہ تعالی فرماتا ہی

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا
يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ظاہر ہی کہ مولف کتاب اسرار کربلا نے بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ کے سب واقعات معرکہ کربلا کو مضامین آیات قرآنی سے ہر ہر جزئیات مین ترتیب مطابق واقع تطبیق دیکر بقرائن اور دلائل عقلی و نقلی ثابت کیا ہی حال آنکہ اون سب آیات قرانی کا شان نزول اور ہی کہین کسی مفسر نے اون آیات کے شان نزول مین معرکہ کربلا سے مراد نہین لی ہی اس صورت مین مولف کتاب کا نزدیک تفسیر دانون کے بظاہر مورد الزام اور اعتراض کا ہو سکتا ہی جیسا کہ بعد چھپ جانے اور مشہور ہو جانے نسخہ مطبوعہ اول کے اکثر صاحبون نے بجای خود اور بعضون نے بالمشافہ مولف کتاب کو الزام دیا اور کچھ عذر مولف کا نہ سنا نہ انصاف کو کام فرمایا لہذا اس نسخہ مطبوعہ ثانی مین اسکا دفع دخل ضرور ہوا وہ دفع دخل اہل مطبع کی طرف سے یہہ ہے کہ مولف کتاب نے کہین یہہ نہین لکھا کہ ان آیات قرانی کا شان نزول یہی معرکہ خاص کربلا ہی بلکہ از قبیل لطائف اور نکات اور بلاغت اور رموز و کنایات کلام اللہ کے بیان کیا ہی اور ہر جزئیات واقعات کربلا کو بترتیب قبل و بعد آیات قرانی سی مطابق واقع کے تطبیق دی ہے یہہ عین بیان بلاغت اور لطائف کلام اللہ کا ہے کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ۔ گفتہ آید در حدیث دیگران ۔ کچھ معانی آیات کلام اللہ مین معاذ اللہ تاویل بے محل نہین کی کہ مورد الزام کیا جاوے قضیہ کا علیکہ کہ اوسکی نظیر اور سند قوی قول جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے از روی کتاب مسلم الثبوت نہج البلاغت کے موافق شرح ملا حسین میبدی کے واضح تر لکھدی ہی کہ کتاب فواتح مین کہ شرح قصائد مرتضوی کے ملا حسین علیہ الرحمہ صاف صاف لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سب واردات اور واقعات خاندان نبوت اور واقعات کربلا اور مآل کار بنی امیہ اور انجام کار اشرار اور اخیار کربلا کا علی الترتیب مضامین آیات سورہ حمعسق سے تطبیق دیتی تھی جیسا کہ سب بقید شرح آیات قرانی اسی کتاب اسرار کربلا مین بجای خود مرقوم ہی حال آنکہ اون سب آیات کا بظاہر شان نزول اور ہی پس اسطرح کی مطابقت دینے مین معاذ اللہ کچھ کفر اور گناہ اور دخل بیجا آیات قرآنی مین پایا نہین جاتا بلکہ کمال بلاغت اور حسن بیانی اور معجزہ کلام اللہ کا پایا جاتا ہی پس یہی کلام معجز نظام جناب امیر علیہ السلام کا سند و تمسک واسطی عذر مصنف اسرار کربلا کے کافی ہے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الذی امتحن قلوب المؤمنین ببلاءٍ حسن بقولہ ولیبلی المؤمنین منہ بلاءً حسنًا
وسبحان الذی اختص البلاء للولاء بقولہ ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین
والحمد للہ الذی عظم البلاء علی قدر ایمان المبتلی بقولہ وفی ذلکم بلاءٌ من ربکم عظیم
ولا الہ الا اللہ الذی شدد البلاء علی الانبیاء بقولہ ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا
زلزالا شدیدًا واللہ اکبر الذی ختم البلاء علی من ختم علیہ الرسالۃ والنبوۃ وجعل
فیہ الایت البینات بقولہ واتیناھم من الایات مافیہ بلاءٌ مبین واستغفر اللہ الذی
جمع جمیع البلیات علی حبیبہ محمد ن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم والہ واھلہ واھلبیتہ
وقرۃ عینیہ ابی محمد ن الحسن وابی عبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیھم اجمعین
بقولہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و
نشکر اللہ الذی اخفی الطاف الخفیۃ فی خفاء البلاء وبشر حبیبہ بقولہ وبشر الصابرین
الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم
ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ٭ عذر ما تقدم اول قبل بیان اصل سخن کے

اس عذر ما تقدم کا ملاحظہ کرنا مقدم ہے ظاہر ہے کہ ابتدای عالم سے تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ صعوبتی پر واقع نہین ہوا اس عجایب اسرار الٰہی مین عقل بشر حیران ہے سوای تعجب اور کمال حیرت کے کچھ سمجھ مین نہین آتا بقول مولانا محتشم رہ کام بریدہ داہ از کشتن حسین ؛ بنگر کرا بقل کہ دل شاد کردہ ؛ ہرچند کتاب سر الشہادتین مین بہت اسرار معرکہ کربلا مرقوم ہین مگر پہر بہی جیسا چاہیئے طبیعت سے دفع تردد نہین ہوتا جب کچھ اندک بہی تامل کیا جاتا ہے بی اختیار دلپر گذرتا ہے کہ سوای مرتبہ شہادت کے اور بہی کوئی سر عظیم اسمین مستتر ہے کہ شہادت کے درجہ سے عظیم تر اور بلند تر ہی شہادت اسکا دون مرتبہ ہے کسواسطے کہ شہادت عام ہے اور یہ خاص اتنا ہجوم بلیات اور آفات لوازم شہادت سے نہین پس ایسے عجائب اسرار الٰہی فکر و غور بشری سے نہین معلوم ہو سکتے کہ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا آیا ہے مگر یہ کہ بحکم لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اوسی عالم السر والخفیات سے استمداد اور اوسیکے کلام سے استدراک کیا جاوے کہ ادراک بشری یہان قاصر ہے اس صورت مین ضرور تر ہوا کہ اول سب مقامات حیرت اور استعجاب اور ترددات کے بتصریح تمام شرح کیئے جاوین بعد اسکے آیات اور اخبار منصوصہ قرآنی سے اور بدلایل موجہ معقولہ عاقل پسند رفع شبہات اور استعجاب کیا جاوے کہ جسکو عقل بہی قبول کرے اور تحیر اور استعجاب اور تردد لاحقہ بہی اطمینان سے بدل اور اطمینان بہی ہو اور منقول اور منصوص اور مستند بہی ہوتا واسطے رفع تردد اور مزید اطمینان قلوب مومنین کے منقولات معتبرہ اور آیات منصوصہ مفید تر ہون اور جسکو منقولات اور منصوصات سے انکار ہو اوسکی واسطے دلائل معقولہ اور موجہ عاقل پسند مایہ اسکات ہون کہ گنجائش انکار اور لانسلم کی باقی نرہی اور مومنین کو بمقابلہ انکار عجز جواب معقول بہی نہو اور عوام ضعیف الایمانکو بسبب لاعلمی اور مزید تحیر اور تردد کی لغزش ایمان مین نہو لہذا بخدمت ملاحظہ کنندگان اور سامعین دست بستہ التماس ہے کہ اولا مقامات حیرت افزا اور شبہات کو ملاحظہ کرکے مولف کو مورد طعن اور الزام نفرماوین بلکہ اسرار اور نکات دافع شبہات کو بہی ملاحظہ فرمانا ضرور تر ہے کہ فقط لفظ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر عمل اور اکتفا کرنا نچاہیے بلکہ اوسکے آگے لفظ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی

کو بہی ملاحظہ کرنا شرط ہے کہ یہ شبہات حیرت افزا معاذ اللہ مقام انکار مین نہین بیان کیے ایسے
شبہات اور ترددات صریح کہ مایہ حیرت عقلا اور باعث انکار منکرین ہین محض واسطے دفع کرنیکے
بیان کرنا ضرور تر ہوا کہ ہر مومن اور محب اہلبیت کے دلمین البتہ اس قسم کے شبہے اور ترددات اور
تحیرات واقع ہونا لوازم محبت سے ہی اور کسطرح حیرت نہو ۔ بر آل نبی ہمچو مصائب غضب است این
زن غصہ اگر عرش بلرزد عجب است این ۔ لہذا اوسکا دفع کرنا ضرور تر ہوا تا مایہ اطمینان اور تقویت ایمان
مومنین بواقعی ہو اور منکرین کو بہی مجال انکار باقی نرہے اور حجت الزامی ہاتہ نہ آئے

سبب تالیف کتاب اسرار کربلا

عمدہ ترین وجہ تالیف کتاب یہ ہی کہ سب مومنین محمدی اس ماتم عام مین بالاتفاق شریک غالب ہین اور اجر اس
ماتم خاص کا جسقدر متفق علیہ منصوص ہے محتاج بیان نہین کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جاتا ہی پس واسطے
جوش بکا کی بیان مصائب اور مظلومی اور ابتلاے اہلبیت رسالت اور بیان حکایات شہادت ناگزیر ہوتا ہی
ایسی مضامین جو کسی منکر نبوت کی کان تک پہونچتی ہین اوسکو حجتہای انکاری اور الزامی روایات اور بیانات مومنین
سی بہم پہونچتی ہین اور ثانی الحال ایسی حجتین انکاری زبان منکرین سی سنکر عقاید ایمان عوام ضعیف الایمان
کو متزلزل کرکے عاجز جواب ہوکر باعث تبدیل دین محمدی ہو جاتے ہین گناہ ہو ظاہر ہی پس اس صورتمین
طرز بیان ایسا چاہیے کہ مضامین جوش بکا جو اصل علت غائی ہی کامل رہون اور منکرین معقول پسند کو دلائل
موجہ عقلی سنکر گنجایش انکار اور حجت الزامی کی باقی نرہے اور سواے تسلیم کے چارہ نہو اور سامعین
ضعیف الایمان کے بہی ترددات اطمینان سے بدل ہوکر مقابلہ منکرین مین عجز جواب سے نہو اور ایمان
کو قوت ہو جاوے اور مضامین بہی صحیح موجہ اور منصوص آیات قرانی سی متفق علیہ فریقین ہون اور بمقابلہ
نصوص قرانی گنجائش اختلافات روایات بہی نرہے اور افراط و تفریط مضامین زوائد شاعرانہ اور دخل
موسیقی مرثیہ خوانان زمانہ کہ خالی از بدعت غیر حسنہ نہین بہی باقی نرہے اور محض عبادت خالص اور ذکر
خیر الاذکار تفسیر آیات قرآنی باقی رہ جاوے اور مفہوم معنی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ
جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ الخ صادق آوے کسواسطیکہ ۔ در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت

آرند بسی زائد و موضوع روایت ؛ ناگفتہ سخن ہ کہ در وہست اہانت ؛ آید نہ مگر گریہ برین آن حکایت ؛ برراست نگرید اگر از ماتمیان کس ؛ بر کذب و غلط کی متاثر شود آنکس

بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا
تا سر نکتہ چیست بہ اسرار کربلا

ایہا الناس بعد حمد و صلوٰۃ بگوش دل اور چشم بصیرت ملاحظہ درکار ہے کہ این معرکہ کرب و بلا بہر چہ بودہ ہست خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است ؛ این محض پے مغفرت ماتمیانست بی شبہ نے مصلحت ماتمیانست ؛ مقصود خدا مرحمت ماتمیانست ؛ بنگر کہ چہا منزلت ماتمیانست صد حیف کہ باانہمہ در ماتم شبیر ؛ یکقطرہ نہ از دیدہ چکد در غم شبیر ؛ در ماتم شبیر نباشید چو گریان ؛ پس گریہ تو انکرد براحوال شمایان ؛ آنکس کہ چنان بیکس و تنہا بہ بیابان ؛ از بہر شما کشتہ شود با دل بریان ؛ در ماتم او گریہ ناید غضبست این ؛ ای ماتمیان بس عجبست این عجبست این ؛ اب معلوم کرنا چاہیے کہ سانحہ عظیم کربلا ایسا نہیں کہ کسی جن و انس روح و ملک پر مخفی ہو اسکو کوئی کہانتک بیان کرسکتا ہے تا چرخ سفلہ بود خطای چنین نکرد ؛ بر ہیچ آفریدہ جفای چنین نکرد ؛ چونکہ سانحہ واحد اور اسکا ذکر و بیان قبل از وقوع اخبار اور احادیث اور اقوال صحیحہ سے جدا اور بعد الوقوع ہزاران ہزار مرثیہ اور تصانیف کتب متقدمین اور متاخرین سے جدا اور اسیطرح سے الی غیر النہایت تا روز قیامت یہ ماتم ایسا نہیں کہ منتہی ہو بلکہ روز قیامت کا خاص اسی داوری اور انتقام کیواسطے قرار پایا ہے چنانچہ آیندہ شرح بیان اسکا واضح تر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی سے این انتقام گر نہ فتادے بروز حشر ؛ با این عمل معاملہ دہر چون شدے ؛ پس اب معلوم کرنا چاہیئے کہ سانحہ ایک فقط اسنے اپنے بیانکا فرق ہے سلف سے ابتک ہزارون آدمی فقط بیان اسی ایک حال مین کیا کیا الفاظی اور طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہین اونسے زیادہ اور بہتر اور جدا کون لکہہ سکتا ہے چنانچہ خاتمہ کاتبہ سے بہی اکثر مرثیے ہندی فارسی تلمیع اور ترصیع آیات قرانی برسم متعارف بے ارادہ خود اور بعض بحکم و ہنبی دا ہو چکے ہین لہذا اب بطرز متعارف لکہنا تحصیل حاصل اور تکرار مکرر معلوم ہوئی لاجرم بعض اسرار اور عجائب نکات قدرت و حکمت الہی جو اس معرکہ کربلا مین از روے آیات اور اخبار قرانی صحیحہ

معلوم ہوے اوسکا مہمل چھوڑنا اس بندہ کمترین محمد ظہیر الدین کو مناسب معلوم ہوا اسواسطے اس کتاب کا
نام بھی اسرار کربلا اسم باسمی معلوم ہوا اور اخبار ایسی سانحہ اعظم کے آیات کلام اللہ سے بنصوص متواترہ
ثابت کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْن اور پھر وارد ہے کہ کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی
الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَر اور پھر آیا ہے کہ لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْبَرَ اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِیْن
اور پھر فرماتا ہے کہ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْن خصوصا بیان جمیع مصائب ظاہری و باطنی
اس تصریح سے وارد ہے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور جو ظاہر اور صریح ہے کہ جمیع اخبار آیندہ اور سوانح پیشین کا ماخذ کلام اللہ
ہے اور سب احادیث نبوی اوسکی تفسیر ہیں اور بیان تمامتر مصائب ظاہری و باطنی کا کلام اللہ میں ہونا
اس تصریح سے منصوص ہے اور سانحہ کربلا سے زیادہ کوئی مصیبت اعظم صفحہ ہستی پر واقع نہیں
ہوئی پھر اسکی خبر کلام اللہ میں نہونا کچھ معنی نہیں رکھتا ہی مگر یہ کہ بسبب کثرت اعلان و وفور ماتم اور بیقراری
کمترین کو اسطرف توجہ ہوئی کہ اس سانحہ اعظم کو آیات قرانی سے استنباط کرکے تحریر کرے اور کاتب
الحروف نے جو بقدر اپنے حصہ ادراک کے ابتدائے مصائب حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر
معرکہ کربلا حکایات مصائب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو آیات کلام اللہ سے استخراج
کرکے مرثیہ وہبی میں بصورت موزون لکھا ہے اور بعض آیات کلام اللہ محض تائید وہبی بلا تکلف
وبغیر موزون ہو گئی ہیں بسبب رعایت وزن و قافیہ اور اختصار کے ادائے مضامین خاطر خواہ
جیسا چاہیے کب ہو سکتا تھا لہذا اسطرح صاف صاف اردو عام فہم میں لکھنا مناسب تر معلوم ہوا کہ
شاعری اور الفاظی اور زور آزمائی اور قافیہ پیمائی اور رنگین بیانی اور ہے اور بیان جان سخن اور
نفس مطلب اور ہے کہ ادائے مطلب واقعی ہرگز اس قافیہ پیمائی اور شاعری سے بخوبی نہیں
ہو سکتا لہذا بالفعل کہ بنائے سخن گریہ ماتم امام علیہ السلام سنے سے لاجرم اسکا بیان مقدم ہوا
بیان سر نکتہ قدرت الہی کہ در گریہ و بکا بماتم امام علیہ السلام مستتر ست فانظر
اب جاننا چاہیے کہ ماتم امام علیہ السلام میں رونا اور اشک بہانا بالاتفاق اجر عظیم برائے شہدا

کربلا بلکہ غالب تر رکھتا ہے اس وفور اجر و ثواب مین جو بشارات اور اخبار متواترہ بالاتفاق منقول
ہین خود ظاہر اور معلوم ہے محتاج بیان نہین اب ایک دلیل ظاہر عقلی اور بدیہی وجہ موجہ ملاحظہ
ہو کہ مدار نجات اخروی اور اجر و ثواب کا ایمان پر موقوف ہی اور ایمان بدون امتحان کامل معتبر نہین اور
بدون ایمان کسی عمل صالح کا اجر و ثواب ہرگز مترتب نہین ہوسکتا اور ایمان کو اللہ تعالی نے اپنی محبت
پر منحصر فرمایا ہے کہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کی پیروی و ر متابعت پر
منحصر فرمایا کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اور اپنی حبیب کی محبت کو محبت
اہلبیت اور ذوی القربے پر منحصر فرمایا ہے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ اور ذوی القربی
سے وہ اہلبیت اور آل عبا مخصوص مراد ہین کہ جنکے واسطے آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی ہے کہ إِنَّمَا يُرِيدُ
اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور آل عبا کی تخصیص آیہ مباہلہ سے ظاہر ہے
قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ الخ اور انہین
اہلبیت اور آل عبا کی محبت محض ایمان ہے کہ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ اور ان اہلبیت و آل عبا مین جو
خاص تر اور قریب تر ہین تمام آفات و بلیات اور مصائب اور امتحانات سخت تر انہین اشخاص خاص
کے واسطے خاص ہین کہ ذکر ہر ایک کا بقید نام مرثیہ وہبی مین مذکور ہے ؎ ہرچند بلا آمدہ از حکم
الہی ؛ ہر یک ز نبی دید غم نامتناہی ؛ چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ؛ گردید عوض ہم بہمین دارگاہی ؛
باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ؛ تا زیست بآسائش و آرام بسر شد ؛ لیکن ہمہ درد و الم و رنج و مصیبت
ظلم و ستم و جور و جفا محنت و شدت ؛ آفات و بلیات و تکالیف و اذیت ؛ آشوب و بلا و بیکسی و
غربت و کربت ؛ انہا ہمہ ختم شد برین پنجتن پاک ؛ زہرا و علی و حسنین و شہ لولاک ؛ چون خاتمہ پنجتن پاک
حسین است ؛ جزو بدن صاحب لولاک حسین است ؛ در مرتبہ بالاتر از ادراک حسین است ؛ زان مورد ہر گردش
افلاک حسین است ؛ از نوع بشر مرتبہ اش بسکہ فزون است ؛ آفات ہم از بہر وی از حصر فزون است پس
جس صورت مین انہین اہلبیت کی محبت عین ایمان ہوئی اور یہی محبت آخر کار مایۂ تقویت و تکمیل ایمان ہوکر اللہ
کی محبت تک منتہی ہوئی جیسا کہ منصوص ہے اور اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

اور حدیث صحیح مین یون وارد ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاَعْمَالِ
عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِهِمْ فِیْ مَحَبَّتِیْ اب اس محبت کا امتحان ضرور ہوا کہ فقط زبانی معتبر نہین پس محک امتحان
محبت حبیب خدا یہ ہے کہ اوسکے اہلبیت کے غم سے غم ہو اور راحت سے راحت ہو پس اس
کا امتحان تو عاقبت پر اوٹھہ رہا کہ اوسکا بیان از روے نص قرآنی بجای خود مذکور ہو گا مگر اس دنیا
مین اسی غم پر امتحان ہے اور غم کی علامت عالم ظاہر مین رونا ہے اور رونیکا اعتبار اشک ریزی
سے ہے اور اشک ریزی بدون جوش خون دل بے ارادہ و اختیار خود ممکن نہین اور جوش خون دل بدون
حرارت آتش محبت محال کہ اسکی اصل حقیقت اور شبیہ بعینہ ہو بہو یہ ہے **بیان ماہیت و حقیقت
اشک چشم** اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ اشک چشم کی بعینہ یہ صورت ہے جیسا دیگ مین کوئی
رقیق سی شے سیّال کسی رنگ کی بہری جاے اور اوسکو دیگدان پر رکھکر سرپوش سے بند کیا جاوے
اور نیچے اوسکے آنچ ہو جب حرارت آتش سے اجزاے سیّال اندر سے جوش کہاتے ہین اوسکے
بخارات اوٹھہ کر سرپوش تک پہونچتی ہین وہی قطرہ قطرہ شفاف پانی ہو کر ٹپکتے ہین جیسا دیگ بہبکے
عرق کشی کی صورت متعارف ہے اب بعینہ دیگ سینہ اور کاسہ سر اور خانہ چشم اور قطرات اشک کی
صورت اسیطرح سے ملاحظہ ہو کہ جبتک آتش محبت اہلبیت سے خون دل دیگ سینہ مین جوش نہین کہاتا
ممکن نہین کہ سرپوش کاسہ سر سے بخارات خون دل خانہ چشم سے پانی ہو کر قطرہ قطرہ ٹپکے اور بدون
جوش حرارت آتش محبت کے ممکن نہین کہ بقصد اور تصنع آنکہون سے آنسو نکل سکے پس شہدای معرکہ کربلا
نے تو خون بہ نگاہ دیکہا دیکہی گرایا تہا اور یہ سامع وفور جوش محبت سے خون دل کا بے دیکہے فقط
سننے سے گراتا ہے وہان روبرو سامنے تہا اور یہان غیبت مین بعد سالہاے دراز ہے اس
صورتمین ملاحظہ ہو کہ کسقدر اس محبت غائبانہ کو ترجیح ہے اسیواسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی شان
مین سر صفحہ کتاب اللہ گواہی دیتا ہے کہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ
یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جب بناے اصل مادہ اشک چشم کی یہ محبت ثابت ہوئی پس لا محالہ
ماتم اہلبیت مین گریہ اور بکا کرنا منتہاے دلیل محبت ہے اور یہی محبت عین ایمان مایہ نجات اور اجر

اسرار کربلا

اخروی ہے اسصورتمین اس بکا اور گریہ اشک ریز کا مرتبہ دیکھنا اور سمجھنا چاہیئے اور یہ ماتم عام
ازلی ایسا نہین کہ کوئی اس سے خالی ہو چون امتحان کمال محبت اشک چشم سے ہے اور محبت
عین ایمان اور صفت کمال ایمان کی نسبت یومنون بالغیب سر صفحہ کلام اللہ سے منصوص ہے اور
تخصیص او تنزیل اس کتاب الہی کی محض واسطے ہدایت یومنون بالغیب کے مفہوم معنی آیہ سر صفحہ کلام اللہ
سے صریح تر ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الخ اور ایمان محض محبت اور محبت کی شناخت
اور امتحان اشک چشم ہے اور یہی اشک چشم دلیل ماتم اور غم والم ہے اس نظر سے اندکی بامعان
نظر ملاحظہ درکار ہے کہ تمام سراپای کلام اللہ سے کنایہ غم والم کا ہویدا ہے تمہید مضمون غم و
الم بطرز شاعرانہ ~ چہ ماتم است کہ با مصحف آمدہ توام ؛ سیاہ پوش بود حرف حرف این ماتم
الم شد از سر قرآن علم الم نعلم ؛ کہ ہست حرف الف لام میم شکل الم ؛ مگر کنایہ بلفظ الم نمی بینی
بخواندن است جدا در نوشتن است بہم ؛ چنان نمود سرایت الم بلفظ الم کہ حرف حرف بخواندن جدا
شدہ است از ہم ؛ مگر ز روز ازل شد علم نشان الم ؛ کہ اینچنین بسر لوح گشت جف قلم ؛ بود بذکر شہادت
براعت استہلال مقدم آمدہ اینحرف در کلام قدم ؛ سواد مردمک دیدہ نقطہ شد بر عین ؛ کہ ہمچن سورہ عم
شد ز نقطہ صورت غم ؛ غم والم ہمہ قران بود ز سر تا پا ؛ الم بہ اول و آخر غم است سورہ عم ؛ کہ پارہ پارہ ز غم
مصحف است سی و دو پارہ ؛ ببین دو وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ہست رقم ؛ الم بہ اول قرآن خبر دہد ز ازل ؛ غم از ابد خبر
آمد ز آخرش بہم ؛ ازل ابد ہمہ را در گرفت این ماتم ؛ چہ جن و انس چہ روح و ملک چہ لوح و قلم ؛ فلک بہ نیل قبا و
زمین بخاک طپان تب آرے حرارت غم کرد نیر اعظم ؛ نجوم دیدہ حیران قمر بخسف و محاق ؛ بگریہ ابر و شفق
غرق خون ملک بہ ندم ؛ کشیدہ است ز شب جادر سیہ بر سر ؛ اسیر روز سیاہ است روز روشن ہم ؛ وَاٰيَةٌ
لَّهُمُ الَّيْلُ ایں ز غم است ؛ شدہ است نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ دبسکہ اہم ؛ ہنوز زلزلہ آید چو بار ہا ز زمین ؛
ز غم بلرزہ در آیند خفتگان عدم ؛ کدام چشم کزین غم ہمیشہ گریان نیست ؛ بدیدہ گل خندان ہم اشک از
شبنم ؛ ز معنی وَجِلَتْ رقت قلوب عیان ؛ ہم از تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ اشک دیدہ نم ؛ بقامت الف لام ملو ز الف و میم ؛
مجسم است الم صورت بنی آدم ؛ غم حسین چو در ہر دو عالمست تمام ؛ بری بود فقط از غم اگرچہ ذات قدم ؛ شعر بمضمون ہی ؛

ولی جو غم ہمہ عالم ست او غمخوار ؛ بدون غم تو ان بود غمخوار عالم ؛ اب اسکو لحاظ کرنا چاہیے کہ ابتدائے خلقت آدم سے تا این دم کوئی سانحہ عجیب تر اور عظیم تر صفحہ گیتی پر معرکہ کربلا سے زیادہ واقع نہین ہوا اور نہ آیندہ سوای روز قیامت کے ایسے سانحہ عظیم کی خبر ہے سو وہ روز قیامت بھی محض واسطے تدارک اور داوری اسی معرکہ کربلا کے موعود اور مخصوص ہے ؎ این انتقام گر نفتادے بروز حشر با این ہمہ عمل معاملہ دہر چون شدی یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ صفت اور شان اوس روز خاص کی ہے اور ظالمین سے اشقیای خاص معرکہ کربلا مراد ہین جسکا شرح و بیان آیندہ انشاء اللہ تعالی بتصریح و تنصیص آیات قرآنی آتا ہے اور اوس روز مین وہ احکم الحاکمین قاضی حشر حاکم محکمہ قضا و قدر تمام عظمت و جبروت بذات واحد حکم فرما ہوگا کہ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ بیان اوسکا ہے اوسوقت مین کہ وہ رحمۃ للعالمین بحکم استثنای اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور بپاس وعدہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی بمقاد عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اوپر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ کے جلوہ فرما ہوکر تمام و کمال سو درجہ رحمت الٰہی سے مجسم ہوکر ہمہ تن محو شفاعت ہوگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ رَحْمَۃٍ فَمِنْهَا رَحْمَۃٌ یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَیْنَهُمْ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنی واسطے اللہ کے سو درجہ رحمت کے ہین اون سو درجون سے ایک درجہ رحمت تمام ذوی الارواح متحرک بالارادہ کو مرحمت ہوا کہ جو باعث پرورش اولاد اور یگانگت تمام مخلوقات اور عشق مجازی کا ہے اور ننانوے ۹۹ درجہ مابقی واسطے روز قیامت کے ہین فقط اور یہ ثابت ہی کہ یہ ایک درجہ رحمت اور محبت کا بھی روز قیامت مین سب سلب ہوکر او نہین ننانوین درجون مین شامل ہوکر پورے سو درجہ کامل ہو جاوینگے اوسوقت بسبب سلب ہوجانے اوس ایک درجہ رحمت کے برادر برادر سے اور پسر پدر سے اور مادر دختر سے جدا ہوکر آپسمین اسقدر دشمن یکدیگر ہوکر نفرت کرینگے کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ الخ یہان تک کہ عشاق مجازی مثل لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور وامق و عذرا بھی معشوقون سے نفرت کیا بلکہ دشمن یکدیگر

ہو جاوین گے جیسا کہ اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اور دوست جانی آپسمین دشمن جانی ہو کر حسرت سے کہین گے کہ کاش ہم فلانے شخص سے دوستی نکرتے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا الخ فقط اوس ایک درجہ رحمت عام کے سلب ہونے سے یہ حال تمام خلائق کا ہوگا یہان تک کہ انبیا کو بھی اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی کہ بحال خود مضطر ہو کر نَفْسِی نَفْسِی کہین گے اوسوقت مین وہ سو درجہ رحمت تمام و کمال مجسم ہو کر جیسا مذکور ہو چکا ہے مقام محمود مین اوپر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ کے جلوہ فرما ہو کر محو شفاعت ہوگا اوسوقت سخت مین اپنی ذات خاص کے واسطے کچہ پروا نکرکے اور اپنی نفس کو امت پر فدا کرکے اُمَّتِی اُمَّتِی کہتا ہوگا اسی مقام سے اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اِسطرف تو یہ شفاعت اور رحمت عام کا سامان ہوگا کہ دفعۃً درمیان عرصہ قیامت کے منادی ندا کریگا کہ یَا اَیُّهَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ کُلُّهُمْ اَجْمَعِیْنَ طَاْطِؤُا وَاحْتَجِبُوْا عُیُوْنَکُمْ الخ یعنی اے تمام انس و جن ہٹو ہٹو راہ چھوڑو اور چھپاو اپنی آنکھین کہ حضرت خاتون قیامت صلوۃ اللہ علی ابیہا و علیہا تشریف لاتی ہین اوسوقت کا حال خیال کیا جاوے کہ کیا عالم ہوگا بس قیامت اسی کا نام ہی کہ محض اسی داوری کے واسطے یہ روز خاص قیامت کا قرار پایا ہے حضرت خاتون قیامت کا محکمۂ قضا و قدر مین واسطے داوری کے قیام فرمانا اسیکا نام قیامت ہے ع کہ برپا شدہ است از قیامت قیامت ؛ اور وجہ تسمیہ خاتون قیامت کی بھی یہی ہے کہ گفتہ شد ست ۵ زین حادثہ پیدا شدہ مضمون قیامت ؛ آورد قیامت غم خاتون قیامت اب آنکے امعان نظر سے ملاحظہ ہو کہ درحقیقت روز قیامت وہی تہا جو کربلا مین روز جمعہ عاشورا ے محرم مین گذر گیا اسی داوری اور روبکاری کے واسطے جو روز خاص موعود تہا اوسکا بھی یہی نام قرار پایا اور یہ خود معلوم اور متفق علیہ ہے اور مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ حدیث صحیح سے رسالہ قیامت مین لکھتے ہین کہ دہم محرم عاشورا روز جمعہ کو روز محشر واقع ہوگا اس نظر سے بھی یہی روز واقعہ کربلا اصل روز قیامت تہا ثابت ہوتا ہی کہ روز محشر اسی کی فرع ہے اور اسی رسالہ قیامت مین بحضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ عرصہ عرصات مین تشریف لانا اور سب اہل عرصات کا آنکہ چھپانا الصراحت

تمام مذکور ہے اور بیچ شرح و بیان اسی روز قیامت کے تمام کلام اللہ لبریز ہے اور واسطے افہام عالی کی
خامۂ کاتب اسی مرثیہ وہبی میں یوں ادا ہوا ہے کہ ۵ وقتیکہ بیک نیزہ رسد مہر درخشان ؛ وقتیکہ
اولوالعزم بود مضطر و حیران ؛ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ؛ وقتیکہ پدر شد ز پسر نفر گریزان
وقتیکہ شود زیر و زبر عالم امکان وقتیکہ ز انسان متنفر بود انسان ؛ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ؛ جز
انکہ دہر دررہ حق لخت جگر را ؛ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بریزدان ؛ آنکس کہ فدا شد برہ حق بدل و جان
انکس ہمہ تن غرق بخون با دل بریان ؛ پیراہن پرخون بکف والدۂ آن ؛ خواہد چو بآن شکل بہ محشر خدا
داد ؛ باید بیقین سبط پیمبر ز خدا داد ؛ آن جد و چہ خواہد عوض انہمہ خدمت ؛ از حضرت حق مغفرت جملۂ امت
مارا ز گنہ سوی زمین روی ندامت ؛ و از کرم دست دعا بہر شفاعت ؛ ہر یک بر خویش براند بجنان
وقت ؛ او امت من گفتہ بخواند بجنان وقت بیان سرّ نازک و نکتہ باریک کہ دریں مقام است
اب یہاں سے ایک سرّ نازک و نکتہ باریک اور سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالے نے ایسے رحمۃ للعالمین کو
محض واسطے شفاعت اور رحمت عام کے ہمہ تن رحمت مجسم ازل سے پیدا کیا اور حکم عام بھی واسطے رحمت
عام کے فرمایا کہ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور اجازت میں بھی واسطے شفاعت کے استثنا
فرمایا کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور اس امت کو ازل سے امت مرحومہ لقب دیکر خامۂ قدرت
کو حکم فرمایا کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمُ قلم نے چاہا کہ اس امت مرحومہ کو بھی مثل امم انبیای سابقین تحریر کرے کہ سب
گنہکار دوزخ میں اور بیگناہ بہشت میں جاوین کہ یکبارگی آواز غضبناک بہ ہیبت تمام آئی کہ تَاَدَّبْ
یَا قَلَمُ تَاَدَّبْ یَا قَلَمُ یعنی ادب کر ای قلم ادب کر ای قلم ملاحظہ ہو کہ لفظ تادب آئی تو توقف اور تامل کی
نہ آئی یہاں تک کہ اس ہیبت سے قلم شق ہو گیا کہ شگاف قلم اوسکی علامت بیان کرتے ہین آخر
بعد ہزار سال کے پھر صانع قدرت نے قلم کو پیدا کیا اور پھر حکم لکھنے کا فرمایا قلم اس مقام میں آکر ٹھہر گیا اور
خوف الٰہی سے کانپنے لگا کہ امت مرحومہ کے حق میں کیا لکھے کہ یکبارگی حکم ہوا اُکْتُبْ یَا قَلَمُ اُمَّۃٌ
مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی لکھہ ای قلم کہ امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے ۵ بعد
تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شدہ ؛ تا جرائے امتش سازد رقم چون دیگران ؛ صیحہ از قہر حق آمد تادب

یا قلم: دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان: امت مذنب بود ہر او رب او غفور: چون ندا آمد
کہ اکتُبْ یا قلم این را چنان: پس رقم زد خامۂ قدرت معاً این حکم را: کے میسر شد چنین نعمت
بدیگر مرسلان: توبۂ آدم ز استشفاع نورش شد قبول: شد نجاتِ نوح از طوفان ز نامش در زمان
صحت اس مضمون کی حدیث صحیح سے غایت تواتر سے محتاج بیان نہین معہذا بالاتفاق بتواتر
ثابت ہے کہ ہنگام وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملک الموت منتظر اجازت کے آستانۂ مبارک
پر کہڑے ہین اور آپ بانتظار جبرئیل علیہ السلام حکم قبض روح نہین فرماتی ہین اور حضرت جبرئیل بار بار
آکر مژدہ انتظار اور محو نثار حوران بہشتی اور آراستگی بہشت اور پیامات طلب جناب باری عز اسمہ
بکمال انتظار بلکہ اشتیاق لاتے ہین اور طرح طرح کی خوشخبریان سناتے ہین مگر آپ ہر مرتبہ وعدۂ شفاعت
اور مغفرت تمام امت کا چاہتے ہین اور ہر مرتبہ حضرت جبرئیل اوسکے جواب مین مژدہ ہای مغفرت
امت کثیر بقید تعداد کثیرہ لاتے ہین مگر آپ ہرگز نہین راضی ہوتے ہین اور ہر مرتبہ بار بار یہی جبرئیل
امین سے فرماتے ہین کہ مقدار معین کی قید کیسی ایک حرف کافی ہے کہ سب تمام و کمال امت
مذنب کی مغفرت کا یکبارگی قطعاً حکم اور وعدہ ہو جاوے مگر باینہمہ اصرار اور مواعید ازلی حکم مغفرت
کلیہ امت کا نہ ہوا تا اینکہ آخر کار بعد اصرار بسیار و آمد شد بار بار حضرت جبرئیل امین یہ آیہ مجمل اور جامع و
مانع لائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی قریب تر ہے کہ عطا کریگا پروردگار تیرا پس راضی
ہوگا تو یعنی جسمین تو راضی ہوگا وہ کریگا اب ملاحظہ ہو کہ بعد اسقدر اصرار اور قیل و قال بسیار کے
یہ وعدہ مبہم آیا اور کلیہ حکم قطعی واسطے تمامتر امت کے نہ آیا تا اینکہ آنحضرت نے اسی وعدہ اخیر ربک
فترضی پر راضی ہو کر اجازت حضوری اور قبض روح کی حضرت عزرائیل کو فرمائی جسکا بیان مرثیہ
وہی مین خامہ کاتب سے یون برآمد ہوا ہے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آورد چو جبریل اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
خبر از محکم تنزیل از ذَائِقَةُ الْمَوْتِ خبر داد بہ تعجیل آمد بجنابش ملک الموت بہ تقبیل: حاصل چو اجازت
ز رسول دو جہان شد: پس معنی حرف اَفَإِن مَّاتَ عیان شد: کما قال عز و جل وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا
رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ الخ یعنی نہین ہین محمد مگر رسول ہر آئینہ گذری

قبل اوسکے رسولان گذر گیا اگر مثل رسولان ماضی کے وفات پاوے یا قتل کیا جاوے اب
یہان یہ نکتہ صریح تر ملاحظہ ہو کہ موت کی لفظ پیشتر ہے او قتل کی لفظ بعد ہے یہ گویا کنایہ
صریح ہی معرکہ کربلا کا کہ موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشتر واقع ہوگی گما وقع اور قتل شہادت
بعد اسکے جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا اسی کنایہ بلیغ سے بصراحت ثابت ہے کہ درحقیقت
یہ شہادت معرکہ کربلا شہادت خاص جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جیسا کہ کتاب
سر الشہادتین مین واضح تر لکہا ہے اب یہ نکتہ ملاحظہ ہو کہ کلام اللہ مین لفظ مات پیشتر ہے اور
قُتِلَ بعد ہے ان دونون لفظون کی ترتیب قبل و بعد مطابق واقع کی کیا حاجت فقط لفظ
مات کافی تہی پس اگر یہی قتل شہادت معرکہ کربلا لفظ قُتِلَ سے مراد نہ لی جاوے بارے یہ لفظ
کلام اللہ مین زائد اور بی معنی اور خلاف واقع بیکار ٹہہرتی ہی فافہمُ وتدبر اور اس قتل شہادت کا
بیان جو معرکہ کربلا مین خاتمہ آل عبا پر ختم ہوئی ہے مرثیہ وہیی مین خامہ اس سیہ نامہ سے
یون برآمد ہوا ہے کہ ع انصار و موالی و عزیزان مددکار؛ کشتند شہید دم شمشیر ستمکار؛ تنہا
بمیان ان خلف حیدر کرار؛ بی مونس و بی ہمدم و بی یاور و بی یار؛ از نقش گریبان بمقامی کہ نشان شد
انجا بچسان خنجر بیداد روان شد آنکس کہ بود ابن شہ ساقی کوثر؛ انکس کہ بود مرد مک دیدۂ حیدر؛ انکس
کہ بود لخت دل فاطمہ اطہر؛ انکس کہ بود جان دل و روح پیمبر؛ آن شخص گرفتار بلیات حسین است؛
درکرب و بلا مورد آفات حسین ست؛ آن سینہ گنجینہ اسرار الٰہی؛ اکنون شدہ گنج الم نامتناہی؛
آن سر کہ سرافراز و افسر شاہی؛ آن جسم مطہر بچنین رنج و تباہی؛ بی سر بسر خاک طپان وای مصیبت
وان سر بسر نوک سنان وای مصیبت؛ انکس کہ مجسم ہمہ تن نور خدا بود؛ آن نور خدا از بزمین سایہ کجا
بود؛ در سایۂ لطف و کرمش ارض و سما بود؛ کی سایہ جسمش بسر خاک روا بود؛ چون سایہ فتادہ
بزمین جز و تنش آہ؛ نی سایہ میسر شدہ و نی کفنش آہ؛ خورشید ہدایت ز نظر چونکہ نہان شد؛
از ماتم او تیرہ و تاریک جہان شد؛ جن و بشر و روح و ملک نوحہ زنان شد؛ کونین پر از غلغلہ
ماتمیان شد؛ آثار قیامت بجہان در ہمہ پیدا است؛ از شور بکا یُنفخُ فی الصُّور ہویدا ست

زد پنجہ خورشید گریبان سحر چاک ؛ از رنگ شفق غرق بخون پیکر افلاک ؛ آن سرور دین سبط نبی
شہ لولاک ؛ افتادہ شش بی کفن و سر بسر خاک ؛ آن سر کہ سر عالم و ہم عالمیان است ؛ ہیہات
کہ حالا بسر نیزہ روان است ؛ از ماریہ تا شام چگویم کہ چسان رفت ؛ تن زخمی بو برخاک طپان سر بسنان
رفت ؛ القصہ بناکامی و حسرت زجہان رفت ؛ مظلوم بکام دل اعدا بجنان رفت ؛ شش گاہ ز
راحت و آرام ندیدہ ؛ در دہر بجز محنت و آلام ندیدہ ؛ اب اوس سر نکتہ تقدیر اور مغز سخن
گو جو بیشتر بیان ہو چکا ہے سمجھنا چاہیے کہ وعدہ قطعی امت کا باوجود اسقدر اصرار
ادس رحمت مجسم کے محض اوسی روز کیواسطے اوٹھہ رہا تھا اگر اوسوقت وعدہ مغفرت تمام
امت کا قطعًا ہو جاتا آج واسطے تعذیب اور انتقام اشرار کربلا کے اور صورت داوری
حضرت خاتون قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی کون تھی اور قرار داد اور یگاہ روز قیامت
کی بروز خاص عاشورا دہم محرم یوم جمعہ کو کیا حاجت تھی فافہم وتدبر اسمیں اور کئی حکمتیں اور مصلحتیں
الہی ظاہر ہوئیں اودہر تو جمیع مراتب صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور خُلّت کے ختم ہوئے اور شہادت اسکے
ذیل میں خود حاصل ہے اور ادہر امتحان کمال محبت محبان اہلبیت کا اس اشک ریزی اور ماتم داری سے
بواقعی منصور کہ بدون جوش حرارت آتش محبت آبدیدہ ٹپکنا باختیار و ارادہ خود ممکن نہیں جیسا کہ پیشتر
مذکور ہو چکا ہی اور یہی محبت محض ایمان ہے اور محبت کی شان یہی کہ محب کے غمسے غم اور راحت
سے راحت ہو پس غم کی پہچان اور محک امتحان تو اس دنیا میں اشک چشم ٹہہرا اور راحت کی پہچان
اور امتحان اس دنیا میں کیا ہو سکتا تھا کہ انسان بتصنع بھی خنداں دہن ہو سکتا ہی اور اشک نکلنا بتصنع
محال لہذا راحت کا امتحان عاقبت اور قیامت پر اوٹھہ رہا جیسا کہ اس دنیا میں رونا اور آنسو نکلنا بارادہ
خود ممکن نہیں ویسا اوس روز حشر میں کہ ع اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول ؛ شان اوسکی ہی ہنسنا اور خوش
ہونا بارادہ خود ممکن نہیں کہ زہرہ آب ہوگا مگر یہ کہ جسوقت مومنین محبان اہلبیت کو حال ذلت اور خواری
اور رسوائی اور عذابات اشرار کربلا اللہ تعالی دکھادیگا بی اختیار اوس عین تنزل معرکہ حشر
میں کمال محبت اہلبیت سے ہنس پڑینگے پس یہی خوش ہونا اوسوقت کا مایہ کمال امتحان محبت کا

ہوگا کما قال عز و جل فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ یعنی آج وہ دن ہی کہ مومنین
حال ذلت و خواری کفار کا دیکہکر بی اختیار ہنس پڑین گی باقی حال امتحان اس راحت کا جو روز
قیامت موعود ہے انشاء اللہ آئندہ آرزوے نص قرانی بصراحت تمام بجای خود بیان
کیا جائیگا بالفعل اس دنیا دار المحن و البلا مین محک امتحان یہی اشک چشم ہے پہر کیونکر اس رونیکا
اجر شہداے کربلا سے اگر زیادہ نہو بارے برابر مین کیا کلام ہو سکتا ہے پس ع اے
ماتمیان شہ دین آہ کجائید ؛ درکار جہان این قدر آشفتہ چرائید ؛ اندک بتامل ہمہ ہا غور نمائید ؛ از بہر
خدا دیدہ انصاف کشائید ؛ کاین معرکہ کرب و بلا بہر چہ بودست ؛ خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است
گناذ گرتہ اِنگا یہ معنی ہین اوس مضمون متعارفہ عوام کے جو کہتے ہین کہ امت کے بخشوانیکے
واسطے اپنا سر دیا معاذ اللہ ہزاران ہزار سر ہاے امت گنہگار اوسکے ناخن پا اور اوسکے نام
پر نثار ہونا مایہ مغفرت اور نجات دارین ہے اور کمال رافت اور رحمت اوس ارحم الراحمین کی کب
مقتضی تہی کہ ایسے گنہگاران روسیاہ سراپا تقصیر کی مغفرت ایسے اپنے محبوب کے محبوب کے قتل
مشروط کرتا مگر وہ قادر مطلق بدون قتل ایسے بیگناہ گوشوار عرش برین کی امت مرحومہ ازلی کو نہین
بخش سکتا تہا کہ خود فرماتا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور کیسا قتل ان مصیبتون اور تکالیف کے
ساتہہ جیسا کہ معلوم ہے ہان مگر یہ کہ اس اشک چشم سے امتحان محبت اور تکمیل ایمان کی البتہ بوافر
متصور ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور یہی ایمان اور محبت صریح ترمایۂ مغفرت ہی فافہم اب اس مقام
پر چند شبہات حیرت افزا مومنین محبان اہلبیت کو واقع ہوتے ہین کہ مومنین کو مایۂ تردد اور حیرت اور
منکرین کو حجت انکاری اور الزامی بہم پہونچتی ہے اور مومنین عوام لا یعلم کو اونکے مقابلہ مین عجز جواب سے
ہوکر مایہ لغزش اور ضعف ایمان ہوتا ہے اور بات دور تک پہونچ جاتی ہی پس واسطے رفع کرنے ایسے
شبہات اور ترددات عظیم کے ایسے وقت مین یہ کتاب ترتیب دینا ضرور تر ہوا فافہم اول شبہہ
اور تحیر عظیم ارباب معنی کا یہ ہے کہ اس ظلم عظیم ناحق کا فاعل کسکو ٹہہراتے ہو بظاہر یہ سب ملاعین
اشرار کربلا صریح ظاہر ہین اور بعضے بجواب کہاکر اپنا غصہ چرخ ستمکار پر نکال لیتے ہین کہ ع اے

چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردہ ؛ وز فتنہ ہا چہا ستم ایجاد کردہ ؛ کام یزید دادہ از کشتن حسین ؛ بنگر گرا بقتل کہ دلشاد کردہ
تا چرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد ؛ بر ہیچ آفریدہ جفای چنین نکرد ؛ پس اگر موافق عقیدہ ارباب باطن کے فاعل حقیقی کی طرف نسبت کی جاوے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ الخ اس صورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا بچے جاتے ہین حالانکہ ملعون ابدی ہونا جمیع اشرار کربلا کا نصوص قطعیہ متواترہ سے ثابت ہے جسکا آگے بتصریح آیات قرانی ذکر آتا ہے انشاء اللہ تعالے معہذا اگر بحجب مشاہدہ ظاہر و بدیہی سب اشرار کربلا کیطرف منسوب کر کے ملعون ابدی قرار دیجیے بارے وہ چشمہ آب کا خیمہ گاہ حرم سے کسنے خود بخود غائب کر دیا اور حسب صلاح دہی حضرت حُر کے لشکر شہید مظلوم کا تمام شب وارد دشت کربلا سے کوچ کر گیا اور پھر صبح کو اسیمقام خیمگاہ مین ذو الجناح ٹھہر گیا اور اسیطرح جنبش نغ کی پھر اسکا فاعل عالم ظاہر مین کسکو ٹھہراتے ہو اور اس جگہہ اوس فاعل حقیقی نے کیون اپنا فعل خاص بے پردہ عالم اسباب کے ظاہر کر دیا پھر اسمین کیا اسرار حکمت الٰہی ہے معہذا جو بحکم ظاہر شریعت اور نص قرانی سب اشرار کربلا ملعون ابدی او جہنمی بھی ہوے جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے پھر بھی یہ سزای عام ہے کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ علی العموم وارد ہے ایسے مظالم شدیدہ کی کیا سزا ہوئی ایسے عجائب اسرار الٰہی ہین البتہ غور و تامل درکار ہوتا ہے تحیر دوم یہ ہے کہ عمدہ ترین شرائط اعظم شہادت اور غزای کفار مین یہ ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہو اور مایہ نزاع محض دعوت اسلام اور تکلیف کلمہ شہادت ہو اور کچھہ غرض ذاتی اور نفسانی نہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام کے حال مین مذکور ہے کہ آپنے ایک کافر حربی غیر کلمہ گو کو مغلوب و زیر کر کے خنجر اوسکی گردن پر رکھکر دعوت کلمہ شہادت کی اوس کافر نے کلمہ شہادت نہ کہا آپنے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ سر اوسکا جدا کرین کہ اوس ملعون نے آب دہن اپنا چہرہ مبارک کیطرف پھینکا فوراً آپ اوسکے سینہ پر سے اوٹھہ کھڑے ہوے اور خنجر کو نیام مین کیا کہ اوس کافر نے متحیر ہو کر سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ پہلی مین تجھکو بلا عداوت نفسانی محض بسبب نہ کہنے کلمہ شہادت کے قتل کرتا تھا وہ قتل کرنا حکم خدا کا رکھتا تھا اب جو تو نے تھوک مارا عداوت نفسانی کا دخل ہو گیا پھر تیرا قتل کرنا خالصاً [illegible] بلکہ

للنفس ہو جانا اسواسطے مین ہے تجکو عمداً چھوڑ دیا فقط وہ کافر فوراً قدم پر گرا اور صدق دلسے ایمان لایا
جیساکہ مولانائے روم فرماتے ہین کہ ع او خیو انداخت بر روے علی افتخار ہر نبی و ہر ولی الخ آب
ملاحظہ ہو کہ خاص اہم ترین شرط شہادت اور عزا کے یہان بظاہر مفقود اور ہزار ہزار طرحکے مصائب
اور تکالیف اور شدائد اور اذیت اور رنج اور تباہی اور غارتگری اور آتش زنی خیام اور اسیری اور توہین
اہلحرم کوئی دقیقہ ذلت و خواری کا اوٹھہ نرہا یہانتک کہ چشمہ آب بہی خود بخود غائب ہو گیا پہر یہ سب امور
لوازم شہادت سے نتہے اسکے مقابلہ مین امر شہادت آسان تر اور سہل تر تہا فقط بے سبب اور بے
وجہ اور بے جرم کافر کے ہاتہ سے قتل ہو جانا واسطے شہادت کے کافی تہا جیسا شہادت جناب امیر علیہ
السلام کی یا شہادت معنوی جناب حضرت امام حسن علیہ السلام کی واقع ہوئی بارے اسمین کیا اسرار الہی تہے
تحیر سوم اگر فرض کیا جاوے کہ یہ ہجوم بلیات اور مصائب شدیدہ محض واسطے امتحان کے تہا کہ
سب انبیا پر علی قدر حال ہر گونہ ہجوم بلا اور مصائب کا بالاتفاق ہے کما لا یخفی علی اُولی النہیٰ
اس صورت مین بہی دفع تحیر واقعی نہین ہو سکتا کسواسطے کہ ہجوم بلیات کا واسطے امتحان جمیع برگزیدگان
بارگاہ کبریا مسلم مگر آخر کار بعد تکمیل امتحان کے مقابلہ کفار مین امداد انبیا اور ہزیمت اور اہلاک اور شکست
کفار اور نجات انبیا اور غلبہ انبیا بہی مسلم کہ اسکی شرح اور تفصیل دراز ہے اور کلام اللہ مین واضح تر ہے
چنانچہ نجات اور امداد حضرت آدم علیہ السلام کی بحکم فَتَابَ عَلَیہِ الخ اور امداد اور نجات نوح علیہ
السلام بمفہوم فَاَغرَقنٰھُم اَجمَعِینَ الخ اور امداد حضرت ابراہیم کی اول فوج جنود للہ سے ہوئی پہر
امتحان ثانی مین امداد نمایان بحکم قُلنَا یَا نَارُ کُونِی بَردًا وَّسَلَامًا عَلیٰ اِبرَاھِیمَ اور امداد آخر مین وَفَدَینٰہُ
بِذِبحٍ عَظِیمٍ اور حفظ لوط علیہ السلام کا بمفاد فَلَمَّا جَآءَ اَمرُنَا اور عود بصارت یعقوب علیہ السلام
بحکم اَلقٰہُ عَلیٰ وَجھِہٖ فَارتَدَّ بَصِیرًا اور کشف ضر ایوب علیہ السلام کا بمفہوم آیہ اَنِّی مَسَّنِیَ
الضُّرُّ وَاَنتَ اَرحَمُ الرّٰحِمِینَ اور امداد موسی علیہ السلام اور اغراق تمام لشکر فرعون بمصداق
حَتّٰی اِذَا اَدرَکَہُ الغَرَقُ اور قبول توبہ داود علیہ السلام بہ بشارت فَغَفَرنَا لَہٗ ذٰلِکَ اور دفع فتنہ
سلیمان علیہ السلام اور عطای بیحساب باشارت ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامنُن اَو اَمسِک بِغَیرِ حِسَابٍ

تحیر سوم

اور حفظ عیسیٰ علیہ السلام کا نص مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ علی ہذا ہر گونہ حفظ
امداد اور اعانت اور نجات اور فتح اور نصرت اور غلبہ دین اسلام اور تسلط حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً بارہا بامداد ملائک خود محتاج بیان نہین کہین بحکم یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ
بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ اور کہین مصداق بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ
مُنْزَلِیْنَ علی ہذا سورۂ انا فتحنا اور اذا جاء وغیرہ آیات بشارت فتح اور امداد غنائم کثیرہ محتاج
بیان نہین المختصر بلا بقدر ولا اور امتحانات سخت بقدر محبت جمیع خاصان برگزیدگان درگاہ کبریا
اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے بے شبہ ازل سے مخصوص ہین کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ع بر خوان غم چو
عالمیان را صلا زدند ؛ اول صلا بسلسلہ انبیا زدند ؛ کہ مفہوم اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ اور
مفاد مضمون وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ اس تخصیص پر شاہد عادل ہے مگر ایسا سانحہ عجیب حیرت افزا
جو معرکۂ کربلا مین واقع ہوا کہان تھا ع کو خاص ہے خاصۂ درگاہ الٰہی ؛ از روز ازل گشت غم
نامتناہی ؛ چندانکہ کشید نوع غم و رنج و تباہی ؛ گردید عوض ہم ہمین دل آگاہی ؛ چون حضرت شبیر کہ
راضی برضا بود ؛ زینسان کہ تہ خنجر تسلیم و رضا بود ؛ مگر وہ بلائین امتحانی اور نہین کہ بعد امتحان
کامل فوراً دفع ہو کر اصلاح واقعی ہو گئی اور ظفر بالمطلوب اور استیصال اعدای دین بخوبی تمام
ہو کر ہر گونہ نجات اور فلاح انبیا اور امداد واقعی بصورت ظہور پہنچی ع با کام دل آخر ہمہ ایام بسر
شد ؛ تا زیست باسائش و آرام بسر شد ؛ پس یہ سانحہ معرکہ بلا اگر اسطرح واسطے امتحان کے تھا
چاہیئے تھا کہ بعد اتمام جمیع مصائب اور امتحانات واقعی آخر کار یہان بھی مثل انبیای سابقین کے
واقعی و ظفر بر اعدا ہوتی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ہر امتحان مین بعد تکمیل امتحان
حفظ واقعی اور امداد کامل ہوئی امتحان آخر مین جو سخت تر تھا جب اللہ تعالےٰ نے دونون باپ
اور فرزند کو واقعی جانچا باپ کو ذبح فرزند پر مستعد پایا اور فرزند نے بھی مستعد ہو کر کہا کہ یَا اَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ آخر بعد اس امتحان کامل کے ہر طرح سے

امداد نمایاں ہوئی اور اودہر جمہوریکو حکم ہوا کہ خبردار تیار ہو کوبہی ضرر نہ پہونچے ادہر فدیہ بہی فوراً پونہچا کہ فدیناہ بذبح عظیم اور اسیر بھی یہ بشارت مزید کہ قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین پس ملاحظہ ہو کہ کربلا مین بعد ہمہ مصائب او رشدائد اور قتل تمام عزیزان اور رفیقان اور فرزندان لخت جگر ایک ہزار و نہصد و پنجاہ زخم کاری فقط اوس ایک جسم مبارک پر پہونچ چکے تہے اسیر بہی مگر امتحان نہ ہوا تہا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل کے خنجر شمر ملعون کا کند ہو گیا اور فدیہ نہ پونہچا مثل اور انبیای سابق کے کسیطرح کی مدد غیبی نہ پونہچی یہ کیا اسرار الہی تہا

زخموں سے چور چور ہوا شہ کا سب بدن ٭ مجروح ہو گیا ہمہ تن خستہ تن بتن ٭ سر زخم تن تہا اشہد ان سے کہکے نعرہ زن ٭ گہوڑے سے آہ گر پڑا شاہنشہ زمن ٭ از اسپ چونکہ فخر زمان بر زمین فتاد ٭ بر غصہ لرزہ در تن روح الامین فتاد ٭ تحیر چہارم یہ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہجوم بلیات اور مصائب اور تکالیف اور اذیت اور اسیری اور مظلومی اہلبیت اور تشنگی اور گرسنگی جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا یہ سب شروط لوازم شہادت سے تہے جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین تصریح تمام لکہا ہے یہ مضمون بہی دلپذیر نہین جمتا کسواسطیکہ وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت کی جو تحیر دوم مین لکہی ہے یعنی مقابلہ غیر کلمہ گو سے ہو اور وجہ نزاع سوائے کلمہ شہادت کہلانیکے نہو قطعاً یہان مفقود اسقدر ہجوم منتہائے شدائد اور مصائب کا کہ چشمہ آب بہی خود بخود غائب ہو گیا اگر لوازم شہادت سے ہوتا تو چاہیے کہ شہدائے غزوات نبی کی شہادت درست نہوتی کسواسطیکہ ان شرطون سے کوئی وہان شرط نہ تہی حالانکہ اونکی شہادت پر کلام الہی شہادت دیتا ہے کہ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم وہان مایہ جدال فقط واسطے کلمہ شہادت تہے بمقابلہ کفار غیر کلمہ گو تہا یہ شرط یہان نہ تہی پہر اسمین کیا اسرار الہی تہا تحیر پنجم یہ ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یہ شہادت اگر ذات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوتی مایہ ضعف اور توہین اسلام تہا جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین توضیح تمام لکہا ہے یہ بہی جیسا چاہیے دلپذیر نہین ہوتا ہے یعنی یہ توہین اور اسیری اور استیصال خاندان نبوت کربلا مین

کیا اوس نہ رہا یہ خرابیان اور تباہی اہلبیت رسالت ہو وقت علیہ شہادت نہ تہین اس شہادت مین حفظ
اوس تو ہین کا نہوا تحیر ششم یہ ہے کہ عمدہ ترین شرط شہادت وہی ہے کہ مقابلہ کفار حربی
غیر کلمہ گو سے ہو اور وجہ نزاع اور قتال کی سوا ے اعلاے دین اسلام اور کلمہ شہادت کے نہو
جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ قاتل کفار غازی اور مقتول شہید اور یہ شہادت درحقیقت شہادت
نبی کی ہے جسکا حال آئندہ انشاء اللہ از روے نص قرآنی بیان ہوتا ہے پس اس شہادت کی
ترجیح ضرور ہے اور اسمین وہ شرط عمدہ مفقود ہے بہر صورت ترجیح اس شہادت خاص کی کہ در
حقیقت شہادت ذات خاص نبی کی ہے صلے اللہ علیہ وسلم اوس شہادت شہداے غزوات
نبی پر کون ہے اور اسمین کیا اسرار قدرت الٰہی ہے تحیر ہفتم یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام
نے درگذر اور مصالحہ کیا اور حضرت جناب سید الشہدا علیہ السلام نے مقابلہ کیا یہ دونون
امور باہمدیگر متضاد اور متناقض پس یہ دونون امر متناقض اللہ کے نزدیک بجا اور مستحسن ہونا
کس راہ سے ہو سکتا ہی اگر وہ مصالحہ عند اللہ اولی اور احسن تہا چاہیے کہ یہ مقابلہ نادرست ہوتا
اور اگر یہ مقابلہ اولی اور بجا تہا چاہیے کہ وہ مصالحہ نامستحسن ہوتا پس اسکی باریکیان اور اسرار
حکمت الٰہی اگر کوئی غور و فکر عقل سے بیان کرے معتبر کب ہے مگر یہ کہ بہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی
موجہ اور مدلل از روے عقل و نقل کے ہو البتہ دل قبول کرے اسواسطے اسکا بیان از روے
نصوص قطعیہ آیات قرآنی ضرور تر ہوا کسواسطے کہ اس قسم کی شہادت اور تحیرات مذکورۂ بالا
اور اسرار حکمت الٰہی مین عقل و ادراک بشر کو دخل نہین ہے ؎ فہم انسانی پذیرای خطاست :: آنچہ در
عقلت نیاید آن خداست :: لہذا پیشتر اس مضمون کو ذہن نشین کرنا مقدم تر ہے بعد اسکی جو حال
واقعات کربلا از روے آیات قرانی بیان کیا جاوے گا البتہ طبع انصاف پسند قبول کریگی وہ
مضمون یہ ہے کہ کلام اللہ مین سواے تخصیص نام زید کے کسی کا حال بقید نام نہین بیان کیا ہے
اور اس تخصیص نام زید کی بہی وجہ ہی کہ یہان اوسکے بیان کی ضرورت نہین سواے زید کے جسکا
حال کلام اللہ مین مذکور ہی بقید صفات اور علامات خاص ہے کسواسطے کہ نام مین توارد اکثر ہوتا ہے

اشخاص متعدد ایک نام کے ہو سکتے ہین اور صفت خاص مین دوسرا شریک نہین ہو سکتا
جیسے سورہ هَلْ اَتٰی مین جو تخصصات خاص مذکور ہین سواے ذات خاص جناب امیر علیہ السلام کے
کسیطرف منسوب نہین ہو سکتے اسیطرح جیسے سورہ مائدہ جزو ششم مین جو چند صفات خاص مثل
یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اور مفاد معنی لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور مصداق معنی اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ الخ بہ تخصص لفظ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ مذکور ہے سواے جناب امیر علیہ
السلام کے کسیطرف منسوب نہین ہو سکتے کہ عین حالت نماز رکوع مین باشارہ انگشت خنصر انگشتری
گران بہا سائل کو بخش دینا تخصص لفظ راکعون سے پیدا ہے یہ تخصیص اور تعین خاص نام مین
نہین ہو سکتی ہے فافہم و تدبر اب اسیطرح سب اخبار پیشین واقعات کربلا قبل وقوع واقعہ بتصریح
تمام ایات کلام اللہ سے علی الترتیب مطابق واقع ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی کس حجابی اور رفع حجابی
اور دلجوئی سے اس سانحہ قیامت زا کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے اور سمجھاتا ہے یہ تخصیص
خاص قید نام مین نہین ہو سکتی ہے اکنون بفنسی برسخنم بگوش فرادار ؛ خاموش خبردار خبردار خبردار
پاس ادب حضرت شبیر نگہدار ؛ زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر ؛ دریاب کہ مقصود ازین حرف
بیان چیست ؛ در پردۂ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست ؛ دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم ناکام
چرا رفت ز دنیا شہ مظلوم ؛ بی جرم یکی قتل شد و یک شدہ مسموم ؛ با سینہ صد چاک و دل خستۂ مغموم
نایافتہ کام دل خود چون دگران آہ ؛ رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ ؛ اب یہان سے اس مضمون کو
آیات قرآنی سے بگوش دل استماعت کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالی اس مضمون ہوش ربا کی کس لطف و
خوبی سے اپنے حبیب کو خبر دیتا ہی تا دفعۃً ایسا مضمون تشویش افزا سنکر زیادہ تردد اور اضطرار نہو
بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا ؛ تا سر نکتہ چیست با سرار کربلا ؛ تمہید غم و الم سر صفحہ کلام اللہ ابتداے
سورہ بقر لفظا اور حرف الف لام میم سے پیشتر بیان ہو چکی ہے الم شد از سر قران علم الم
تعلم ؛ کہ بہست حرف الف لام میم شکل الم ؛ اب اسی سورہ بقر جزو دوم رکوع ہیجدہم[18] مین ترتیب ملاحظہ
ہو کہ اللہ تعالے ابتداے تمہید بیان اس اخبار اندوہ کی اپنے حبیب سے کسطرح فرماتا ہے کہ اول

اخبار و واقعات کربلا از آیات قرآنی ۱۲

اصل سانحہ کربلا کا کچھ شائبہ بھی نہلنی لگا فقط ترغیب اور صفت ذکر و شکر کی فرماتا ہی کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ
وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ یعنی پس ذکر کرو تم ہمارا تا ہم ذکر کرین تمہارا اور شکر کرو تم ہمارا اور نہ کفران
کرو تم بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوٰۃ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ
الصَّلَاةِ یہان بھی ابھی اصل مضمون کا کچہ کنایہ بھی نہین فقط حکم استعانت بصبر و صلوٰۃ ہی یعنی اے
وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو استعانت کرو تم ساتہ صبر اور نماز کے بعد اسکے فرماتا ہی کہ إِنَّ اللَّهَ مَعَ
الصَّابِرِينَ یعنی اللہ ساتہ صبر کرنیوالون کے ہے فقط اب اولا نکتہ یہان سمجھہ لینا ضرور ہے
بعد اسکے بیان اصل سخن کا اولیٰ تر ہی یعنی اللہ یہ مضمون ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوٰۃ
اپنے حبیب سی بیان فرماتا ہے اور حرف خطاب بصیغہ جمع بجانب جمیع مومنین ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اسمین اول لطف یہی ظاہر ہے کہ اگر ابتدا ء خاص بطرف ذات اپنے حبیب کے خطاب
کرکے ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوٰۃ فرماتا البتہ سردست باعث توحش اور تردد تہا کہ
ضرورت اس تحصیل حاصل اور ترغیب صبر و شکر اور استعانت بالصلوٰۃ ایسے صابر و شاکر و ذاکر کو کیا
تھی مگر کوئی سانحہ تازہ ناگزیر واقع ہونیوالا ہی کہ صبر و شکر وہان در کار ہے اسواسطے بصیغہ
جمع خطاب بجانب مومنین امت کے فرمایا کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید
در حدیث دیگران دوم یہ کہ درحقیقت یہ مصیبت غم عام واسطے سب مومنین اور محبان
اہلبیت کے مُسَلَّم ہے اسواسطے ترغیب ضبط و صبر کی سب مومنین کو ضرور تر ہوئی سوم
یہ کہ زیادہ تر ترغیب صبر و شکر اور رضا و تسلیم اور ضبط اور استقامت کی خاصہ جانب جمیع مومنین
شہدای دشت کربلا ہی لہذا کلام جامع بصیغہ جمع جامع تر ہے آمدم بر اصل سخن اب
یہانسے ہر مضمون آیات قرانی کی ہر جزئیات واقعات کربلا سے مطابقت ملاحظہ
ہو کہ خوب معلوم ہے کہ ہنگام شہادت شہید مظلوم دشت کربلا وقت نماز ظہر کا تہا اور عین
حالت تہیہ نماز ظہر مین شمر ملعون نے شہید کیا پس یہان تطبیق یعنی آیہ کریمہ وَاسْتَعِينُوا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسکو مرثیہ جامع مین یون بیان کیا ہے کہ ؎

جب خاک پر گرا شہ مظلوم کھا کے غش ؛ ہیبت کی طاری ہو گئی اعدا کنارہ کش ؛ بے آب مثل ماہی تڑپتا تہا ماہ وش ؛ پانی نہیں
ملا کیا ہر چند العطش ؛ جز آب تیغ اب تشنہ چون نصیب او ؛ از خون خود نمود شہ کربلا وضو ؛ بعد تمہید اور ترغیب کے شکر
وصبر وصلوۃ کی مرتبہ شہادت کا اللہ تعالی اسطرح بیان فرماتا ہی کہ لَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ملاحظہ ہو کہ پہلی شرائف اور فضائل ذکر صبر و شکر و صلوۃ در پردہ خطاب جانب
مومنان اپنی حبیب کو سنا چکا اور طبیعت کو جانب صبر اور رضا و تسلیم خوب جمع کر چکا پہر فضیلت شہادت کی بیان فرمائی
اس پردہ مین اپنی حبیب کو خبر دیتا ہی کہ صاف صاف بے پردہ کہدینا مایۂ توحش اور صدمہ عظیم پتھر کا مار دینا ہوتا ہی معنی
لفظی اس آیۂ شہادت کی یہ ہین کہ نہ کہو تم واسطے اوس شخص کے کہ قتل کیا جاوی بیچ راہ خدا کے اموات یعنی
اوسکو مردہ نکہو بلکہ وہ شہید راہ خدا زندہ ہی لیکن تم نہیں جانتے ہو اب یہان یہ نکتہ با معان
نظر ملاحظہ ہو کہ یہ خاص خبر اسی معرکۂ شہادت کربلا کی بصیغہ واحد مستقبل ہے یعنی جو شخص کہ قتل کیا جاوے
راہ خدا مین اس سی خبر شہادت آیندہ قبل وقوع صریح تر پیدا ہی بخلاف اوس آیہ کے جو خبر بعد الوقوع بصیغہ
جمع باطلاع حال شہدای بدر نازل ہوئی ہی کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ ط
عِندَ رَبِّهِمْ ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ قُتِلُوا بصیغہ جمع ماضی خبر گذشتہ بعد الوقوع ہی یہان تفسیر اور ان ظاہر کو گنجایش
کلام کی ہو سکتی ہے کہ اس آیہ لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کا شان نزول اور ہی واردات کربلا پر کسطرح وارد ہو سکتی
ہی فقط اسکا جواب منصفین اہل باطن سمجھ سکتی ہین کہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید در حدیث دیگران
اگرچہ مثل اور آیات کی صراحت تام اس مقام خاص کربلا کی نہین مگر چشم انصاف سی نگاہ شرط ہی کہ اسطرح کی تطبیق
تام جیسا کہ آیندہ بتطریح تمام بیان ہوتی ہی سوای خاص معرکۂ کربلا کی اور کہان صادق آسکتی ہی فضلا اعلیہ کہ
رسورۂ حمعسق مین جناب امیر علیہ السلام سی کتاب نہج البلاغہ مین حسب شرح ملا حسین میبذی سب واردات کربلا
کی ابتدا سی انتہا تک از روی آیات قرآنی بترتیب مطابق واقع تطبیق دی ہی گو شان نزول اون آیات کا بظاہر
کچہ اور ہو مگر اہل معنی اصل معنی کو پہونچ جاتی ہین اور اہل ظاہر سی خطاب کیا ہی من جن فہم فہم انشاء اللہ شرح
بیان اون سب آیاتکا آیندہ بجای خود واضح بیان ہوتا ہی فافہم و تدبر اور ایک نکتہ اور بہی یہان سمجھنا چاہیی
کہ اس خبر ماضی بعد الوقوع مین لفظ احیاء کی بعد قید عند ربہم کی بہی موجود ہی کہ وہ اللہ کی نزدیک زندہ ہین اور

اللہ کے نزدیک عالم غیب مین سب زندہ ہین کیم روح کو موت نہین اور یہان لفظ احیاء کی عام ہی قید عند ربہم کی نہین ہے یعنی دنیا مین بہی واسطی امداد اور دستگیری بلا رسدگان عالم کے زندہ ہین جیسا کہ اکثر حکایات اور معاملات اس امداد عام کے روایات اور مشاہدات متواترہ سی ثابت ہین اور لفظ لاتشعرون بہی اخبار آیندہ پر دلالت کرتی ہے فافہم وتدبر یعنی یہ خبر خاص اسی شہادت کربلا کی قبل وقوع ہی کہ تم نہین آگاہ اور اوس لفظ لاتشعرون مین ایک نکتہ ہی کہ ایسے محبوب المحبوب خیر الخلائق بیگناہ کے بمقابلہ ایسے اشرار محض کے اسقدر جلکے معاملات عجیب حیرت افزا ایسے ارحم الراحمین عادل حقیقی کیطرف سی جو واقع ہوئے البتہ ایسے اسرار حیرت افزا سی تم آگاہ نہین اور ملاحظہ ہو کہ لفظ لاتشعرون بصیغۂ جمع خطاب بطرف مومنین کے ہی اور ابتدا اسی بطرف مومنین کے بلفظ یا ایہا الذین امنوا خطاب ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اسرار الہی سی آگاہ تہے حسب اسطرح خبر اس شہادت کی بنص قران ثابت ہی اس سی مومنین عوام کا وہ شبہ بخوبی دفع ہوا جو عمدہ ترین شرط شہادت مقابلہ کفار غیر کلمہ گو سی سمجہتی تہے اور وجہ جدال بدون غرض نفسانی خاص واسطے اقرار کلمۂ شہادت کے جانتے تہے مگر منکرین نامنصف کو پہر بہی بجائے خود گنجائش انکار باقی ہوگی کہ نص قرانی سے منکر ہین اسکا جواب انشاء اللہ تعالے آگے ظاہر ہوا جاتا ہی آمدم بر اصل سخن چونکہ امام شہید مظلوم دشت کربلا اخبار نبوی اور مرتضوی صلوات اللہ علیہما سی پیشتر اس مشیت ایزدی سی آگاہ ہو چکے تہے اور اپنے قاتل کا نام بہی اخبار نبوی سی جانتے تہے اسواسطے صورت واقعۂ کربلا اس مقام مین مرثیہ جامع مین یون مرقوم ہی کہ جب شمر ذی الجوشن سر کاٹنیکو آتا تہا حضرت کے پاس جب ٭ شہ اوسکا نام پوچہ کے تہے دور ہو ٭ اک شخص نے جو شمر کہا اپنے نام کو ٭ کہہ صدق رسول کہا سر کو کاٹ لو ٭ لیکن تو اینقدر بدہی مہلت ای لعین ٭ تا سوی قبلہ سجدہ کنم بر سر زمین ٭ سجدہ مین جب امام نی گردن کو خم کیا ٭ فی الفور اوس لعین نے سر کو قلم کیا ٭ خالق کا شکر شاہ نے ادا کر کے دم کیا ٭ کو کافرون نے ہای ستم پر ستم کیا ٭ اے صدای نوحہ کروبیان بعرش ٭ گردند بہر مقدم او ہر دو دیدہ فرش ٭ ابن زیاد نے سر شبیر کے تئین ٭ بہیجا یزید کافر ملعون کے قرین ٭ بہر محافظت کے لئے فوج کی تعین ٭ نیزہ پہ تہا سوار سر سروران دین ٭ بالای نیزہ آن سر اقدس چنان نمود ٭ گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود ٭ جب اللہ تعالے یہ سب صفات اور فضائل ذکر و شکر و صبر و صلوٰۃ

بعد شہادت بترتیب مذکور روسے خطاب جانب مومنین اپنے حبیب کو سناکر تدریج آہستہ آہستہ
طبیعت سامع کو بجانب صبر و شکر اور ذوق شہادت راغب اور مشتاق کرچکا اب ملاحظہ ہو کہ
آہستہ آہستہ بتصریح ہر بلا اور مصیبت کی ترتیب قبل اور بعد اور تدریج کم و بیش جس
ترتیب سے کربلا مین واقع ہوئی ہین ایک ایک بقید نام بنام بیان فرماتا ہی تا وقتیکہ ہجوم
مصائب سخت سنکر طبیعت سامع مخاطب صحیح کی متردد اور متوحش نہو جاے اسکو بخطاب
صیغۂ جمع فرماتا ہے کہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ یعنی ہر آینہ مبتلا کرینگے ہم تمکو یعنی امتحان
کرینگے تمہارا کسی شی سے جیسا کہ بعد وفات شہادت معنوی حضرت امام حسن علیہ
السلام کے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین ہر دم مکر یزید لعین سے تردد
رہتا تھا ع شاہ مدینہ تا کہ بشہر مدینہ ماند ؛ از سوی شہ یزید لعین پر زکینہ ماند ؛ پس یہی کنایہ
صریح ہی لفظ بشئ سے بعد اسکے اسپر اندکے ترقی بتدریج فرماتا ہی کہ بشئ من الخوف جیسا
کہ بعد پیام بیعت کے آپکو یزید لعین کی طرف سی ایذا رسانی کا خوف تھا کما وقع بعد اسکے
اس سے سخت تر امتحان جوع کا تھا کہ فرماتا ہے والجوع اسکے بیان کی حاجت کیا ہی
کہ فقر و فاقہ اس خاندان نبوت کا متعنای قدیم موروثی ہے خصوصاً اس سفر مصیبت
مین اور بہوک کے ساتہ پیاس بہی لازم ہے جیسا کہ حال تشنگان کربلا خود معلوم ہے اور
غضب کہ وہ چاہ جو خیمگاہ کربلا مین کندہ ہوا وہ بہی خود بخود ہشتم محرم مین غائب ہو گیا
جیسا کہ مرثیہ جامع مین مذکور ہے ع چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار ؛ عباس اول آب
بیاورد چند بار ؛ یہ خاص فعل الہی بدون حیلہ عالم اسباب ہی اگرچہ بسبب متعارف خشک ہو جاتا
گو وہ بہی مشیت ایزدی مقصود تھا مگر ارباب ظاہر کو بنظر دستور متعارف کارخانہ عجائب
قدرت الہی پر کمتر نظر ہوتی اسکو بہی بسبب مزید اخراج آب کے تصور کرتی اور خود بخود غائب
ہو جانے سے گویا خود خدا نے اپنا خاص فعل سب خاص و عام پر بے پردہ ظاہر کردیا یہ سربستہ
نکتہ قدرت الہی انشاء اللہ بجاے خود بیان کیا جائیگا فقط بعد لفظ خوف اور جوع کی اللہ تعالے

اسپر ترقی فرماتا ہی کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یہہ نقصان اموال کا خصوصًا ایسے سفر مصیبت مین
بڑا غضب ہے اور سب مصائب مذکورہ بالا پر غالب تر ہے اسکے بیان کی بہی حاجت نہین کہ
غارتگری اور آتش زنی خیام اہلبیت رسالت ظاہر و باہر ہے ؏ در خیمہ ناگہان ہمہ کفار ریختند ؛ آتش زدہ
طناب خیم در گسیختند ؛ یہان یہ روایت خوب صحیح اور معتبر ہے کہ ہنگام غارتگری خیام اہلبیت رسالت
سب کفار کی آنکہون سے بصارت جاتی رہی تہی خواہ بظاہر بحیلہ و فورِ دخان آتش ہو جسکا بیان
یون ہے ؏ عصمت کی احتیاط خدا کو بسکہ تہی ؛ اندہے کور ہو گئے خیمہ مین سب شقی ؛ اسباب
باقی کیا تہا جو کچہہ لوٹا کوئی ؛ چادرین تہی ہر ایک عفیفہ چہپی رہی ؛ ہر ایک ز اہلبیت بر اشتر سوار بود
الا بدست حضرت عابد مہار بود ؛ بعد بیان اس سب مصائب کے ایسا کہ بعینہ ہو بہو معرکہ کربلا مین واقع
ہوا اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وَالْاَنْفُسِ یعنی مراد نقصان اموال کے نقصان نفوس کا بہی متصور ہے
کما ہو ظاہر ہر چند لفظ اَنْفُس عام ہے اسمین سب نفوس عزیز و اقربا اور رفقا اور فرزندان بعید شامل
ہین معہذا اللہ تعالے نے اس امتحان شدید تر کو الانفس سے جدا کرکے بہ تخصیص خاص فرمایا کہ وَالثَّمَرَاتِ
اسکو بہی اللہ تعالی نے بلفظ جمع فرمایا کما وقع اس سے سخت تر کون امتحان ہو سکتا ہے یہی امتحان
خاص فقط امتحانًا واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہی تہا کہ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی وہان بعد تکمیل امتحان کے فدیہ بہی آیا اور چہری بہی کند ہو گئی اور بشارت بہی پونہچی کہ
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور یہان بالعکس کہ باہمہ امتحانات شدید منصوصہ
مذکورۃ الصدر ایک ہزار نو سے پچاس زخم بہی جسم مبارک پر پونہچ چکے تہے پہر بہی مگر امتحان کامل نہو چکا تہا کہ خنجر
شمر لعین کا مثل کارد ابراہیم علیہ السلام کند بہی نہوا اور فدیہ کیا بلکہ غارت اور اسیری اہلبیت اور آتش زنی
خیمہ گاہ تہی کما ذکرتہ آنفا فانتبہوا ایہا الغافلون اب اسکو سمجہنا چاہیئے کہ ایسا امر اہم حیرت افزا بیسرّی
نہین ہو سکتا البتہ اسمین کوئی سرّ عظیم مستتر ہے جیسا کہ آیندہ انشاء اللہ خود کلام الہی سے ظاہر ہوتا ہے
آخرکار اللہ تعالے بعد بیان ان سب مصائب علی الترتیب کے بشارت دیتا ہے کہ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اب ملاحظہ ہو کہ اول بسبیل حکایت مومنین کی طرف خطاب
کر کے سب بتدریج اپنے حبیب کو سنایا اب خاص بصیغہ واحد اپنے حبیب کی طرف مخاطب ہو کر
حکم بشارت رسانی کا فرماتا ہے کہ ترجمہ بشارت دے ای محمدؐ اون صابرون خاص کو کہ پونہچی جسوقت
ان صابرونکو مصیبت کہا اون صابرین نے انا للہ وانا الیہ راجعون پس وہ لوگ جنکا ہنگام مصیبت
یہ حال اور قال ہے اون لوگون پر صلوۃ ہے اونکے رب کی طرف سے اور رحمت ہے
اور خاص وہی لوگ ہدایت پائے گئے ہین فقط یہان اقسام صبر و رضا اور بلا مین صاحبدلون
نے بہت کچھ لکہا ہے کہ تفصیل اوسکی دراز ہے تہوڑا بقدر مناسب مقام رسالہ ماہیت البلا
اور کتاب تطہیر الدارین مین خامہ کاتب سے بجائے خود برامد ہوا ہے اون سب کا اجمال ان تین
شعرون سے ظاہر ہے کہ ؎ مکروہ طبع گر نبود آن بلا نماند ؛ بل عادتست صبر بر و نیست ہیچ کار
دریافت لذتے بہ بلا بار شکر کرد ؛ ان شکر لذتست ورا معتبر مدار ؛ ور با ہمہ کراہت نفس راضی ست
این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار ؛ شد ختم ہمچو صبر و بلا خاص بر حسین ؛ جز وے نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار ؛ اب انہیکے نسق بیان آیات قرآنی علی الترتیب مطابق واقع امعان نظر سے ملاحظہ ہو کہ
اول شان فضائل ذکر و شکر بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ پہر اپنی معیت ساتہ صابرین کے
کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ پہر اسکے بعد بتدریج درجہ بدرجہ بیان ترقی جمیع مصائب کا نام بنام
مطابق واقع کے تا بالفعل سامع کو بہی دفعۃً مصیبت سخت سنکر مایۂ توحش نہوا اور آیندہ عند الوقوع مبتلا
پر بہی زیادہ تر شاق نہو گران نگذرے اور بتدریج آہستہ آہستہ طبیعت متحمل ہو بعد اسکے خبر شہادت
آیندہ بصیغہ مستقبل قبل الوقوع پہر آخر کار بشارت خاص واسطے اونہین صابرین کے جو اسطرح حملے ہجوم
مصائب پر صبر کرین بقید لفظ صلوۃ و رحمت اور اہتدا یہ سب معاملات اسی ترتیب سے مطابق
اخبار کلام اللہ کے سوائے معرکہ خاص کربلا کے اور کہان وسے زمین پر واقع ہوئے ہین پہر یہ سب
آیات کلام اللہ اگر اخبار خاص واقعات کربلا نہین اور کہان یہ سب مضامین اس ترتیب خاص کے ساتہ
صادق آتے ہین فافہم و تدبر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اب اس سبب سے واضح ہو

اور نکتہ ملاحظہ ہو کہ کسی طرح یہ مضمون اور یہ بشارت سواے شہداے خاص کربلا کے ہرگز ہرگز صادق
نہین آ سکتے یعنی بالاتفاق ثابت ہے کہ تخصیص صلوۃ کی خاص واسطے ذات خاص حضرت ختم
المرسلین کے مخصوص اور منصوص ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اور کلام اللہ
مین متواتر اور توالی جابجا اجر صابرین کا علی قدر حالہم بتصریح تمام منصوص ہے کسی مقام مین اُولٰٓئِكَ
يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا الخ اور کسی جگہہ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور
کہین آیا ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور کہین وارد ہے جَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا الخ اور کہین منصوص ہے اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اور کہین موعود ہے
اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا علی ہذا اسی طرح سے بہت جگہہ کلام اللہ مین جزاے صابرین بتصریح
منصوص ہے مگر کہین کسی جگہہ لفظ رحمت اور صلوۃ کی نہین وارد ہے اور یہان پہلے اللہ تعالے نے
اپنے تئین شریک صابرین کا قرار دیکر معیت اپنی بیان فرمائی ہے کہ ان اللہ مع الصابرین اور آخر کا
تخصیص صلوۃ اور رحمۃ اور راہتدا نسبت صابرین بیان فرمائی اور صلوۃ خاص واسطے اسی ذات خاص ختم
المرسلین کے منصوص اور مخصوص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس سے بواقعی واثق تر ہوا کہ یہ بشارت
محض واسطے جناب سید الشہدا اور شہداے خاص کربلا کے ہے اور کسی جا زنہار صادق نہین آتی
اور اس تخصیص صلوۃ سے یہ بھی یقینی ثابت ہوا کہ یہ شہادت عین شہادت جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ تخصیص صلوۃ کی اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور الحق کہ روح و دل و جان پیمبر ظاہرا
اور باطنا ذات خاص جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام تہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین
بتوضیح تمام مذکور ہی اور وہ جو لفظ کما صلیت علی ابراہیم کی اکثر درود مین وارد ہے یہ مناقض اوس
تخصیص خاص کی نہین بلکہ موئد ہے کیونکہ آباے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین خاص نام حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیم مخصوص بلکہ منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ثُمَّ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا الخ اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اکثر اوراد خاص مین
داخل ہے کہ علی ملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما الخ بخلاف دیان اور انبیا کے کہ دین محمدی ناسخ اون سب

بیان نکتہ دیگر از روی کلام اللہ

در تخصیص اخبار کربلا

ادیان اور احکام سابقہ کا ہے اور یہان تابع اور موافق ملت ابراہیم علیہ السلام کے ہے اس صورتمین
نسبت صلوۃ کے بہ تقدیم اور تبعیت نام حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت خاص بجانب اسی نور
محمدی کے منسوب ہے کہ اوس صلب طاہر مین ودیعت تہا کسواسطے کہ نص قرآنی مین نسبت صلوۃ اور
سلام اور تسلیم کی اسی ذات خاص کے واسطے منصوص اور ماجور باجرہای عظیم ہے کہ لفظ صَلُّوا عَلَیْہِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا اوہ اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور اسی تخصیص صلوۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صلوۃ
کی واسطے صابرین کے محض شہداے کربلا کیواسطے تخصیص رکہتی ہے اور کسی جگہہ لفظ صلوۃ
اور رحمت کی صادق نہین آسکتی ہے اور سواے اسی مقام خاص کے کسی جگہہ اور کسی اجر مین لفظ
صلوۃ نہین آئی ہے فافہم و تدبر اور فضائل صلوۃ جو کچہہ کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہین
وہ فضائل محض اونہین درود کے واسطے خاص ہین کہ جو ذات خاص نبی آخر الزمان کے واسطے
ہین کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ اسپر شاہد عادل ہے فقط اب معلوم کرنا چاہیے
کہ یہ جو کچہہ حال واقعات کربلا بیان کیا گیا یہ اخبار پیشین کلام اللہ قبل وقوع تہین کہ آخر کار بعینہ مطابق
اخبار کلام اللہ اوقات معینہ مین واقع ہوئین یہ سب قبل وقوع اخبار آیندہ تہین اب بعد الوقوع ماضی
مین داخل ہین فضلا علیہ اسکے سواے بہی جمیع سوانح کی اخبار از ابتداے شہادت جناب حضرت
امام حسن مجتبے علیہ السلام تا روز قیامت جو کچہہ گذر چکا ہے اور گذرے کا سب کا اخبار اور اشعار
آیات کلام اللہ سے بسند معتبر ملاحظہ ہو مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ
اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ ملا حسن یعبدی بیچ شرح قصائد مرتضوی کے کتاب فواتح
مین لکہتے ہین کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام جمیع فتن اور سوانح جو کچہہ کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوے ہین تا آخر معرکہ کربلا اور مآل کار بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا علی
الترتیب کما وقع کلام اللہ مین سورہ حمعسق سے استنباط فرماتے ہین از انجملہ مفہوم معنی کریمہ فَمَنْ
عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ مصداق حال حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام ہے الحق کہ عفو اور صلح
مین المومنین مصداق حال اوس جناب کا ہے کما وقع بعد اسکے وارد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

ظُلمِہٖ فَاُولٰئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ الخ یہ مضمون بعینہ مطابق حال جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یعنی جو کوئی کہ ناچار ہو کر بعد اتمام حجت بدلا لیوے بعد مظلوم ہونے کے پس اون لوگون پر نہین الزام ہے کہ معذور تہے اور کوئی دقیقہ قطع حجت و رد در گذر اور معذرت کا اوٹہا نہین رکہا آخر کار ؎ چو دست از ہمہ حیلتی در گسست ؛ حلالست بردن بشمشیر دست یہ جنگ بطور دفاع شر اعدا تہی نہ بقصد کما ہو ظاہر یہان سے ایک بڑا تحیر اور تردد عظیم دفع ہوا کہ جناب حضرت امام حسن علیہ السلام نے مصالحہ کیا اور یہان معرکہ کربلا مین بالعکس واقع ہوا پس اگر وہ مصالحہ اللہ کے نزدیک احسن اور بجا تہا چاہیئے تہا کہ یہ جنگ و مقاتلہ کہ اوسکے برخلاف واقع ہوا عند اللہ نادرست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اللہ کے نزدیک بجا تہا چاہیئے تہا کہ وہ مصالحہ اولین نادرست ہوتا ہ دونون امر متضاد اور متناقض متقدمہ واحد مین کس راہ سے اللہ کے نزدیک احسن اور اولی ٹہہرے پس آب خود اللہ تعالی مفہوم معنی ان دونون آیہ کریمہ کے وہ سب تردد دفع کرتا ہے کہ وہان بجزای عفو و صلح اجر کامل مرتب ہوا اور مرتبہ شہادت معنوی اوسپر مزید ہوا کہ فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اور یہان معرکہ کربلا مین کہ بعد وقوع ظلم ظالمان پس از اتمام حجت نوبت مجادلہ کی پہونچی اور کسیطرح اشرار کربلا نے نہ مانا لاجرم اس مقاتلہ مین معذور رکہکر جزای صبر اور مرتبہ شہادت کے مزید فرمائی کہ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ جیسا کہ مرثیہ جامع مین بنا بر افہام عام یہ مضمون اتمام حجت کا اسطرح بیان کیا گیا ہے ؎ پہلے تو ابن سعد سے کہنے لگے امام ؛ سب ال مصطفی کا کیا تو نے قتل عام ؛ باقی مین ایک ہون مجہے لیچل بسوے شام ؛ اوس بیحیا نے شاہ کا مانا نہ جب کلام ؛ ناگاہ آمدہ عرق ہاشمی بجوش ؛ جز الامان نیامدہ خیر سے صدا بگوش ؛ آیا جو غیظ مین خلف شیر کردگار ہیبت سے سب عدو لگے تہرانے ایکبار ؛ حکم قضا تہا حکم مبارک کے انتظار ؛ احسنت کی ملک نے قضا بولی یون پکار ؛ ای شان حیدری زہی تو ابن شکار ؛ نام تو در حنیر و کند کار ذوالفقار

اعدا کو پھر تو زیر دم تیغ رکھ لیا ؛ تیغ دو دم سے شاہ نے ہر یک کو دو کیا ؛ کہ جام مرگ میمنہ کی فوج نے
پیا ؛ کہ میسرہ کی فوجکو شہ نے ہٹا دیا ؛ ہر گہ کہ از نیام برآورد ذوالفقار ؛ افتاد شورش میدان کارزار ؛
ہیبت سے سامنے نہین آتا تھا ایک شیر ؛ آتا وہی تھا آتی تھی جسکی قضا اگر ؛ آتی ہی شاہ کرتے تھے فی النار والسقر ؛
شور نشور کر دیا اعدا کو مار کر ؛ در دست اشت تیغ قضا جلشانہ ؛ ہاتف بگفت صل علی جلشانہ
پس اب معلوم کرنا چاہئے کہ جیسا وہان جناب سید الشہدا کو بلفظ ما علیهم من سبیل الخ اس مقابلہ
مین معذور رکھا کہ بسبب اتمام حجت اور منطاد میت کے نہین ہے اوپر لشکر اسلام کے راہ گرفت اور الزام
کی ویسا ہی لشکر ظالمون پر حجت الزامی اور راہ گرفت قائم ہوئی ہے کہ فرماتا ہے انما السبیل
علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لهم عذاب الیم یعنی نہین ہے
راہ گرفت اور الزام کی مگر اون لوگون پر کہ ظلم کیا ہے اون لوگون نے اوپر آدمیون کے اور
بغاوت کی ہے اوپر زمین کے ناحق وہ لوگ ہین کہ جنکے واسطے عذاب دردناک ہے
فقط یہ بعینہ مصداق حال ورمال کار رباعیان بنی امیہ ہے بعد اسکے بترتیب وارد ہے کہ
ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور یعنی جسنے کہ صبر کیا اور عفو اور درگذر کی ہر آئینہ
عزم امور سے ہے یعنی بڑا ضبط اور صبر کا اولو العزمانہ علو ہمت کا ہے فقط یہ بعینہ مصداق
حال جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے بعد اسکے تمام حال خسران یزید اور
ہمراہیون اوس ملعون اور تمام اشرار کربلا کا بشرح وبسط تمام ملاحظہ کرنا چاہئے کہ اللہ فرماتا ہے
ومن یضلل اللہ فما لہ من ولی من بعدہ وتری الظلمین لما راوا العذاب یقولون هل الی
مرد من سبیل وتریهم یعرضون علیها خاشعین من الذل ینظرون من طرف خفی
وقال الذین امنوا ان الخاسرین الذین خسروا انفسهم واهلیهم یوم القیمة الا ان
الظلمین فی عذاب مقیم وما کان لهم من اولیاء ینصرونهم من دون اللہ و
من یضلل اللہ فما لہ من سبیل ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اور جسکو راہبری نکرے اللہ
تو نہین واسطے اوسکے کوئی دوست رہنما بعد اللہ کے اور تو دیکھیگا ای حبیب مخاطب

گنہگارونکو جسوقت دیکھین گے گنہگار یعنے اشرار کربلا عذاب الٰہی کو کہین گے کہ کسیطرح دنیا
مین پھر جانے کی بھی کوئی راہ ہوتی یعنے دنیا مین پھر جاتے اور اپنے گناہ اور مظالم
مظلومان کربلا سے بخشواتے کہ یٰلَیتَنِی قَدَّمتُ لِحَیَاتِی یعنے کاش پھر دنیا مین زندہ
ہوتے اور اسکا عذر و معذرت کرتے فقط اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ سب ملاعین کربلا
بے توبہ مرے اور اونکی توبہ زبانی قبول بھی نہ ہوئی جیسا کہ بجاے خود بعد اسکے مذکور
ہوتا ہے پھر ترجمہ ہے اوسی آیہ مذکورہ بالا کا کہ دیکھے گا تو اے محمد اون ظالمون کو جب سامنے
لائے جائینگے آتش جہنم کے جھکی ہوئی ہوئین گی اونکی آنکھین اور سر سے آگے مارے ذلت
اور ندامت اور روسیاہی کے اور تیری طرف آنکھہ چار نکر سکین گے اور وہ دیکھین گے تیری طرف
مِن طَرفٍ خَفِیٍّ یعنے نیچی انکھون لنکھیون سے ڈرتے ہوے اور اونکو دیکھکر مومنین
ایماندار کہین گے اِنَّ الخٰسِرِینَ الَّذِینَ خَسِرُوا اَنفُسَھُم وَاَھلِیھِم یَومَ القِیٰمَۃِ یعنے مومنین
محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین خوش ہوکر کہین گے کہ ہر آینہ یہ زیانکار خاسرین وہ ہین کہ خسران
اپنے نفوس اور اپنے اہل کا کیا جو اونکے شریک اور معاون تھے روز قیامت مین فقط
یہان مفہوم معنی اوس نکتہ مذکورہ بالا کا سمجھنا چاہیے کہ جیسا اس دنیا مین اس مصائب
کربلا کے رونے سے امتحان محبت اور ایمان ماتمیان ہے ویسا عاقبت مین حال ذلت
ظالمین دیکھکر ہنسنے سے امتحان ہوگا کہ فَالیَومَ الَّذِینَ اٰمَنُوا مِنَ الکُفَّارِ یَضحَکُونَ سے اسی
مقام سے اشارہ ہے اب مفہوم معنی اصل آیہ مذکورہ بالا کو سمجھنا چاہیے کہ بعد لفظ یَومَ القِیٰمَۃِ
کے اللہ اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِینَ فِی عَذَابٍ مُّقِیمٍ یعنے آگاہ ہو اے
محمد کہ ہر آینہ ظلم کرنے والے بیچ عذاب دائمی کے ہین ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ ظالمین ہی
فرمائی مشرکین اور کافرین نہین فرمائی اور اوپر بھی اس کے آیہ بالا مین لفظ ظالمین سے
تا مخصوص اشرار کربلا سمجھین جاوین کہ اونسے زیادہ تر روے زمین پر کوئی ظالم ہوگا اور پھر بعد اسکے
فرماتا ہے وَمَا کَانَ لَھُم مِّن اَولِیَآءَ یَنصُرُونَھُم مِّن دُونِ اللّٰہِ وَمَن یُّضلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِن

سَبِیْلٍ یعنی کوئی نہوگا واسطے اونکے حمایتی جو بچاوے اونکو علی الرغم اللہ کے اور جسکو رہبری
نکرے اللہ پس نہین ہی واسطے اوسکے کوئی راہ فقط یہہ اخبار عذاب دائمی کیواسطے اشرار
ظلام کربلا کے سورہ حمعسق مین بالاجمال ہین اسکے سواے اور جگہہ بہی بتصریح تمام اخبار ملعون
ابدی اور عدم قبول توبہ اشقیای کربلا بالتخصیص وارد ہے کما قال عز وجل کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ
قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ
الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا
لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ الخ اب واسطے ملاحظہ مضامین ان آیات بینات
کے امعان نظر بہی درکار نہین ملاحظہ ہو کہ کیسا صاف صاف و اضح تر یہ مضمون مصرحہ آیات قرانی
مطابق حال اشرار کربلا کے ہے کہ بے پردہ صاف صاف اللہ تعالے فرماتا ہی کہ کسطرح ہدایت
کریگا اللہ تعالی اون لوگونکو کہ کافر ہوگئے بعد ایمان لانے کے اور شہادت دے چکے کہ ہر اینہ
رسول خدا برحق ہے اور آئین واسطے اونکے آیات بینات اوپر تصدیق رسالت کے اور پہر اوس
رسول سے منحرف ہوگئے اللہ نہین ہدایت کرتا ہے قوم ظالمونکو اون لوگونکی جزا یہ ہے کہ اوپر
لعنت ابدی اللہ کی اور تمام ملایک اور تمام آدمیون کی ابدا ہوبدا نہین تخفیف کیا جاویگا کبہی اونسے
عذاب اور نہ امداد اور نہ نصرت کیے جاوینگے کبہی یعنی حمایتی اور دردرس اور شفیع کوئی نہوگا اور
سب جن وانس اور ملایک اور خدا اونپر لعنت بہیجینگے ہمیشہ فقط پس ملاحظہ ہو کہ یہ سب مضامین
مصرحہ آیات قرانی کسقدر بعینہ حرف بحرف ملاعین اشقیاے کربلا پر صادق آتے ہین کہ ازل سے
مورد لعن تمام کائنات ہین خصوصًا تخصیص لفظ ظالمین سے سب مرتد اور کافر اور مشرک اور
فساق فجار نکل گئے اور لفظ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ اور لفظ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ کسقدر
اس تخصیص خاص کو قوت دیتی ہے فافہم وتدبر اور یہ بہی خوب معلوم ہے کہ بعض لوگون نے
قبل جنگ کربلا ہمراہی لشکر یزید سے کنارہ کیا اور توبہ بہی کی مثل حضرت حر یا اونکا بیٹا اور غلام بادشاہ
پسر یزید نے بہی ریاست مغصوبہ سے کنارہ کیا اور جو کوئی اس قبیل سے ہو کہ یکسر شر سے کنارہ کش

اور تائب ہوا ہو یا پیشتر سے شریک یزیدیون کا نہوا ہو اور بعد معرکہ کربلا کے نادم اور تائب ہوا ہو پس
ایسے خاص لوگونکی استثنا خود اللہ تعالےٰ باین الفاظ فرماتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس یہ استثنا خاص بہی اسی پر دلالت کرتی ہے اور مطابق حال
واقعۂ کربلا ہے یعنی مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ان لوگون نے بعد اسکے اور صلاح کی پس ہر آئنہ اللہ
غفور الرحیم ہی فقط بعد اسکے جو اور اشقیائے کربلا مرتے دم تک کفر اور بغاوت اور شقاوت پر قائم
رہے اور زیادہ کفر اور طغیان کا غلبہ کیا کہ تصریح شقاوت اور مظالم کی کتاب سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین
مین واضح تر مذکور ہے وہ لوگ شاید اگر ہنگام نزول بلا بخوف تیغ انتقام مختار ثقفی آخر کار توبہ پر بہی نا چار
ہو کر رجوع ہوئے ہوون یہان خبر عدم قبول توبہ بتخصیص خاص اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ یعنے وہ لوگ کہ کافر
ہوگئے بعد ایمان کے پہر زیادہ تر کیا کفر کو نہین قبول کی جاویگی توبہ انکی وہ لوگ ضالہ گمراہ ہین فقط اب
ان سب تصریحات تامہ کو ملاحظہ کیا چاہیئے کہ اول سے آخر تک بعینہٖ ہر جزئیات مطابق واقعات
کربلا کے واضح تر ہے اور سوائے واقعہ خاص کربلا کسی جگہہ اور کسی سانحہ سے ان سب آیات
قرآنی کی مطابقت نہین ہو سکتی ہے فافہم و تدبر اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سب اخبار قبل الوقوع
واقعات کربلا از روے آیات منصوصہ قرآنی بیان کئے گئے اور بعد الوقوع تطبیق ہر مصیبت
اور ہر واقعہ کی آیات قرآنی سے بواقعی معلوم اور ثابت ہوئی مگر اس سے رفع ترددات اور تحیرات
مذکورہ بالا نہوا بلکہ اور زیادہ تر اوس تحیرات کو قوت ہوئی خصوصًا تحیر ہفتم کو زیادہ تر قوت ہوئی کہ
جس حالت مین بحکم خدا اور بفعل خدا اور بارادہ خدا بہ تقدیر مشیت ازلی یہ سب واقع ہوا جسکی خبر اللہ
تعالی کلام اللہ مین فرماتا ہے جیساکہ مذکور ہو چکا معہذا ایسے ظلم عظیم اور شقاوت قوی کی مکافات
مین اگر ایسے ملاعین اشقیا عذاب دائمی جہنم مین مبتلا ہوے اور اسکے اجر مین سب شہدا مظلوم بیگناہ
خیر محض ہزار گونہ نعمائے بہشت اور رحمت اور رضوان الٰہی مین مستغرق ہوے یہ کب ایسے مظالم اور
بغاوت شدید کی سزا ہے اور کب ایسے خیر محض مظلوم بیگناہ معصوم کا اجر ہے کہ ہر مومن بیگناہ کا

قتل بعمدیہ استحقاق سزا اور جزا کی رکھتا ہے مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ وجب حکم عام
سزا اور جزا کا سب ظالمین اور مومنین کے واسطے علی العموم منصوص ہے پس اگر اس مظالم او شہدای کربلا کا
بھی اسیطرح کا مکافات اور اجر منصوص ہوا کون تخصیص اور تکلف ہوا کہ سب نعمای بہشت قبل ایسے مظالم اور
مصائب شدیدہ کی ایسے بیگنا ہون خیر محض معصوم کے واسطے مسلّم اور متحقق ہے بارے ایسے مظالم
اور مصائب کا نتیجہ اور اسرار کچہ معلوم نہوا سہ پسندیدہ پرسیدای ہوشمند جوابت بگویم کرآید پسند
پہلے شبہ اول در تحیر ہفتم کو دفع کرنا مقدم تر ہے کہ جس حالت مین اسکا فاعل درحقیقت خدا ٹھہرا کہ
مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ اس صورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا کے ملعون اور معذب ابدی
ہونیکی کیا وجہ جواب اوسکو بعینہ اسطرح سمجھنا چاہیے کہ خالق افعال بندگان اور خالق شر نفس اور
شیطان کا اللہ ہے کہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ اور شیطانکو خود اللہ نے نفوس شریر پر مسلط و معین کیا
اور انبیا کو شر نفس کے ہاتہ سے عاجز کیا کہ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ خود زبان انبیا
فرماتا ہے اور کسی نبی کو نفس پر اختیار نہین دیا کہ خود اپنے حبیب نبی برحق سے فرماتا ہی قُلْ لَا أَمْلِكُ
لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ اور پہر شیطان لعین کو اوسنے اختیار
دیا کہ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ اور خود شیطان
کو حکم اغوا کا دیا کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ
أَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ
إِلَّا غُرُورًا الخ پہر اس صورت مین شیطان کا کیا قصور کہ ازل سے اسی کام پر مامور ہے جو کچہ ہوا حکم
تقدیر خدا ہوا پہر شیطانکو معذب اور ملعون ابدی خلود فی النار کیون کیا اور انسان کو بجرم شر نفس کیون ماخوذ
کیا پس جو صورت شیطانکی معذب اور ملعون ہونے کی سمجھی جاوے وہی نظیر بعینہ یہان بھی سمجھی جاوے
کہ فاعل مختار نے کسیکو ازل سے شقی اور ملعون ازلی پیدا کیا اوسیسے عالم ظاہر مین سب کام شقاوت
اور بغاوت کے ظاہر کیئے تا موافق حکم ازلی استحقاق لعنت ابدی اور تعذیب کا پیدا کرے کہ مَن

يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ یہی حال ہے اور سب اشقیائے ظالمین کربلا کا سمجھنا چاہیے جسطرح یہان

سب مراتب اعمال شقاوت کے اشرار کربلا پر ختم کرنا ازلی تہا کہ اوسکے یہہ سب اسباب اندر اثار عالم
اسباب مین ظاہر ہونا ضرور ہوا اسیطرح سب مراتب سعادت کے اور اختتام اور تکمیل جمیع مراتب
صبر ورضا اور تسلیم اور شہادت اس خانۂ پنجتن پر ختم کرنا ازلی تہا کما وقع کسواسطے کہ بدون وقوع ظلم اور
مصائب اور بلیات کے امکان صبر ورضا اور تسلیم کسطرح متصور تہا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے نہ راحت مین
پس واسطے تکمیل صبر کے بلا ضرور ہوئی اور بلا اور ظلم پہونچانیکے واسطے ظالم کا ہونا ضرور ہوا اور ظالم کا
خلود فی النار اور معذب اور ملعون ابدی ہونا مسلم ہوا کہ اَلَا اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ اس
صورت مین اشقیای ازلی اور ظالمین اور شیطان لعین کا معذب اور ملعون ابدی ہونا ضرور تر ہوا کہ مظہر
قہر کا مقہور اور مظہر رحمت کا مرحوم ہونا مسلم ہے ؏ ہر گرا مینی بعالم مظہرے از نام اوست بعض
مرحوم مظہر قہار بعضے الرحیم ؛ مظہر قہار مقہور ست آخر بالیقین ؛ مظہر رحمن بود در رحمت حق مستقیم ؛
ہر صفت کان ہست تو ظاہر شد ز اسمای صفات ؛ در ہمان آخر بہ پیوندی بحکم آن حکیم ؛ متصف ذات
خدا در ہر صفت باشد ولے ؛ قابض از بہر بخیل و باسط از بہر کریم ؛ قس علی ہذا مآل مظہر ہر اسم او ؛
جنس با ہمجنس پیوند د دم امید و بیم ؛ من چرا گویم کہ این کن آن مکن ای ہوشمند ؛ خود تامل کن جز داری
بہرہ از رای سلیم ؛ ہر چہ خواہی کرد آخر در ہمان شامل شوی ؛ میشود ہر شی باصل خویش راجع از قدیم ؛ جنس
سوی جنس خود البتہ مائل میشود ؛ اندرین ظلمے نباشد از خدا و ند کریم ؛ ور بود سے بالعکس تا البتہ جای
نقص بود ؛ ور نہ باشد این چنین پس نیست ایراد ای ندیم ؛ یہ رفع تحیر اور تردد تو اس مضمون سے بواقعی ہو گیا باقی
رہا شرور نفس امارہ بالسوء کا کہ بحکم خدا اور باختیار خدا ہی انسان ضعیف البنیان سے کیون ہوا خدہ ہے
یہ بحث اور ہے بہت دراز ہی یہ مختصر اس بیان کا گنجائش پذیر نہین ؏ یہان اس بیان کی ضرورت ہے
شرح اسکی کتاب اسرار حکمت اور اسرار واجدی اور معرفۃ النفس اور مرافعہ
قضا و قدر اور مسئلہ جبر و اختیار مین بواقعی بیان کی گئی ہے فلینظر ثمہ باقی رہے اور
تحریرات مذکورہ بالا کہ عمدہ ترین شرط شہادت کی یہ ہے کہ شرک غیر کلمہ سے محض واسطے کلمہ شہادت

سے کے مقابلہ ہو دونگے برعایت حفظ ضعف اسلام اختتام اس شہادت کا جناب رسالت پناہ نبوی
ہوکر یہاں ستم ہوا سو اس سانحۂ کربلا مین کوئی صورت ضعف اور توہین اور ہزیمت اسلام
اور اہلبیت رسالت کی اوٹھہ رہی سو وہ حفظ ضعف اسلام بہی نہوا تیسرے اگر اختتام شہادت نبوی
اگر اسی پر موقوف تہا با سہل ترین وجوہ ممکن تہا پس اگر قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار
اور بلای جوع اور عطش اور مسافرت اور اسیری اہل و عیال شروط لوازم شہادت سے سمجہا جاوے
سب شہادات منصوصہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم باطل ہوئی جاتی ہین کہ وہان یہ شروط
ادا نہین ہوئین چوتہا تحیر یہ تہا کہ بلا بقدر ولا ضرور ہے یہ بہی سمجہہ مین نہین آتا کہ بلا اور مصائب اور
تکالیف اعر آخر ہے اور دشمنون کے مقابلہ مین نصرت اعدا اور ہزیمت اور توہین ایسے بیگناہ محبوب
معصوم کی اور توہین اسلام کی البتہ مایۂ حیرت ہے پانچوان تحیر یہ تہا کہ یہ ہجوم بلیات محض
واسطے امتحان کے تہا یہ سمجہہ مین نہین آتا کہ بعد تکمیل امتحان کے چاہیے کہ مثل کارد ذبیح اسمعیل علیہ السلام
کے خنجر شمر لعین کند ہو جاتا اور فدیہ اور امداد غیبی پہونچتی یہ بہی نہوا چہٹا تحیر یہ تہا کہ اور سب مظالم اور
مصائب تو اشقیای کربلا کی طرف سے پہونچی کہ ملعون ام مغرب بدی ہوے بارے چشمۂ آب
خیمگاہ کربلا مین کسنے غائب کر دیا اسمین کیا بہید تہا ساتوان استعجاب یہ کہ اس سب بلیات اور
مصائب اور مظلومیت اور شہادت اور تکمیل صبر و رضا اور تسلیم کے اجر مین اگر تمام نعماے بہشت
اور سب حور قصور حاصل ہوا تحصیل حاصل ہوا کہ یہ جناب خاص ازل سے قسیم النار والجنۃ ہے سہ
نعماے جنان بمد آہے بخشند؛ کونین بیک نیم نگاہے بخشند؛ جاے کہ بہشت را بیک جو نخرند؛
انجاست کہ کوہ را بکاہے بخشند؛ فقط پس ان سب تحیرات اور ترددات اور استعجاب کا رفع
ہونا ضرور ہے تا معلوم ہو کہ ایسے واقعات حیرت افزا مین اسرار الٰہی کیا ہین فقط بیان اسرار معرکۂ کربلا

و وجہ کند نشدن خنجر شمر لعین مثل کارد ذبیح اسمعیل علیہ السلام و وجہ نرسیدن فدیہ و نرسیدن امداد غیبی مثل
دیگر انبیاے سابقین و غائب شدن چاہ خود بخود از خیمگاہ کربلا و ضرورت تکمیل شہادت و اختتام تبیع مراد
خلت و استقامت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و مصائب اندسے گوش ارادت درکار ملاحظہ

که از کدام مقام سخن میرود س ۵ اکنون نفسے بر سخنم گوش فرا دار ؛ خاموش خبردار خبردار خبردار ؛
پا این ادب حضرت شبیر نگهدار ؛ زانوے ادب ته کن و تسلیم بجا آر ؛ دریاب که مقصود ازین نظم و بیان چیست
در پرده این نکته چه پیدا و نهان چیست ؛ دریاب که تا چیست درین حکمت قیوم ؛ ناکام چرا رفت ز دنیا
شه مظلوم ؛ بیجرم سرش کٹے قتل شد و یک شده مسموم ؛ با سینهٔ صد چاک و دل خسته و مغموم ؛ نایافته کام
دل خود چون دگران اه ؛ رفتند چرا هر دو بحسرت ز جهان آه ؛ اینست درین مصلحت ایزد اعلیٰ ؛ کاین
جمله قلیل ست متاع همه دنیا ؛ دین کار بود لائق بسیار جزا ها ؛ زین جمله جزا لیس شده موقوف به عقبیٰ ؛
ان چیست جزا مغفرت امت عاصی ؛ وز جرم و خطا سند رستن امت عاصی ؛ اب یہان نغز نکتہ سمجھنا
چاہیئے کہ جب حاکم زبردست قوی اور توانا اور حلیم مدت مدید تک ضبط اور درگذر اور اغماض کرتے
کرتے یکبارگی جوش غیظ و غضب من آتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ اوسوقت کسی مقرب
اور عزیز و قریب کو مجال دم مارنے کی نہین ہوتی ہے مگر مظلوم ستم رسیدہ دادخواہ کو خاص
ایسے ہی مقام مین زیادہ تر روے سخن اور جرات گویائی ہوتی ہے اور حاکم غضبناک کو بھی خاصیتہً عین
اوسی حالت غیظ و غضب مین روے رحمت اور کمال توجہ بالطبع اوس مظلوم دادخواہ کی طرف ہوتی
ہے چہ جاکہ اوسی مظلوم ستم رسیدہ کا حال دیکھکر شان قہاری جوش مین آئی ہو اب اوسوقت کا
حال خیال کرنا چاہیئے کہ جب ایسے مظالم اور بغاوت اور طغیان اور شقاوت اشقیاے کربلا
اور مظلومی ایسے خیر الخلائق بیگناہ معصوم محبوب المحبوب کی دیکھکر ایسے حلیم قادر توانا کو بعد ایسی
مدت دراز کے جو یکبارگی غیظ و غضب آویگا اوسوقت کا حال تصور کیا جاوے کیا ہوگا کَلَّا اِذَا
دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ
یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّکْرٰی الخ اور دوزخ کا حال اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قریب ہے
کہ شق ہو جاوے مارے غیظ و غضب کے تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ العظمۃ للہ الواحد القهار ع
اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول ؛ بشنو بشنو جلالت و عظمت کبریائی و جبروت ؛ دمی که جلوه کند
جلشانه ابدا ؛ در آن زمان که بیک نیزه آفتاب رسد ؛ در آن زمان که بهم بر زنند ارض و سما ؛ در آن زمان

که تزلزل فتد بروح و ملک ؛ دران زمان که در آید بلرزه عرش علی ؛ دران زمان که ملائک رسند صف
درصف ؛ ز رجاءِ رَبِّکَ چون معنیٔ شود پیدا ؛ هَلِ امْتَلَأْتِ بدوزخ دمے که گفته شود ؛ کند
بنعرهٔ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حشر بپا ؛ سقر شَهِیْقٌ و زَفِیْرٌ مهیب بردارد ؛ تمام عالم امکان شود تہ و بالا ؛
دهند نامه بهر یک چو از یمین و یسار ؛ کنند از پے ورقش ترازوے برپا ؛ الا فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا
نَاصِرٍ ؛ فتد چو معنی تُبْلَى السَّرَائِرُ ببلا ؛ زند چو مرضعه ہم شیر خوارہ را بزمین ؛ شود ز تہلکہ اسقاط حمل از
حُبْلٰی ؛ چو انبیا ہمہ از یک بدیگر اندازند ؛ بحضرتش نہ مجال سخن بود اصلا ؛ دران زمان که زند جوش
شان قہاری ؛ از و رسد لِمَنِ الْمُلْكُ ہر طرف چو صدا ؛ دران زمان که اولو العزم را بلرزد دل ؛
بے شفاعت امت نہ جرأت و یارا ؛ دران زمان که بگویند انبیا نفسی ؛ مگر یکی که فقط امتی بود گویا ؛
دران زمان بجنابش کرا مجال سخن ؛ بجز کسی که بود در مقام محمودا ؛ بحکم سابق او رخصت سخن باید ؛ که
خود نمود زِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ استثنا ؛ الخ پس ایسے وقت میں خیال کیا جاوے کہ باوجود حکم استثنای اِلَّا
بِاِذْنِهٖ اور باوجود وعدہ ہرگونہ شفاعت اور مغفرت کے مقام عبودیت اور خشیت میں کسطرح کسی
مخصوص و مقرب کو ایسے احکم الحاکمین ذو الجلال و الکبریای و الجبروت کے سامنے ایسے وقت کمال
غیظ و غضب میں جرأت سخن ہو سکتی ہے سو آنوقت کجا تاب سخن نوع البشر را ؛ جز آنکہ دہد در رہ
لخت جگر را ؛ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان ؛ آنکس کہ فداش در رہ حق بدل و جان ؛ آنکس ہمہ تن
غرق بخون با دل بریان ؛ پیراہن پر خون بکف والدہ آن ؛ خواہد چو باین شکل بمحشر ز خدا داد ؛ باید بشفیع
سبط پیمبر ز خدا داد ؛ آن را چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت ؛ از حضرت حق مغفرت جملہ امت ؛ مارا
زکتہ سوی زمین روی ندامت ؛ و از کرم دست دعا بہر شفاعت ؛ ہر یک ز پے خویش بماند بچنان وقت
او امت من گفتہ بخواند بچنان وقت ؛ پس اب سمجھنا چاہیئے کہ اشرار ظالمین کربلا کو روز ازل سے نیت کا
قضا ملعون اور معذب ابدی خلود فی النار لکھ چکا ہے جسکا بیان آیات منصوصہ سے بشرح و بسط
تمام مذکور ہو چکا اس صورت میں ایسے اشرار معذب ابدی کے واسطے فریاد اور استغاثہ کی اوس روز
حاجت کب تھی گریہ کہ اس سانحہ عظیم سے جرأت سخن کی البتہ ایسے مظلوم ستم رسیدہ کو ایسے وقت

بخوبی تمام ہو سکتی ہی اور کسی نبی کو ایسی ہنگام غیظ و غضب مین کیا مجال سخن ہو سکتی ہے ع الوالعزم ان دل الملک بہول کیونکہ وہ
اپنی داد دنیا مین پا چکی اور یہان باقی ہے رسم کرین گناہ شفیعان روز حشر دارند شرم گرگنہ خلق دم زنند اور حضرت خاتون قیامت
کا بسواری ناقہ میدان محشر مین انا اور ملائکہ کا غضوا کہنا اور سب اہل عرصات کا پاس ادب انکی فرزندی
آنکھہ نیچی کرنا جو احادیث صحیحہ معتبرہ سے بلا اتفاق ثابت اور مسلم ہی نہ یکہ محض اس داد خواہی کیواسطی
اس جاہ و حشم سے ایسے مقام پر ایسے حال مین تشریف لاوین گی بیداد خواہی اور تعذیب ایسے
اشقیا کی کب اس روز پر اوٹھہ رہی گی کہ نوبت استغاثہ اور داد خواہی کی بھی ہو بخشنے باوجود بلکہ خود منتقم
حقیقی قاضی محشر سب اشرار کربلا کو بحکم یُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ طرح طرح کے عذابات مین پیشتر سے
مبتلا کر کے واسطے مزید شدت عذاب روحانی کی سب ذلتین اور رسوائیان اور عذابات اونکے سب اہل عرصات
عموما اور جناب حضرت خاتون قیامت اور سب شہدائے کربلا کو اور سب مومنین محبان اور ماتمیان حسین
کو خصوصا دکھاویگا کہ یہ خوشی مومنین کی امتحان ثانی اور لذت روحانی ہوگی جیسا دنیا مین رونی سے
امتحان محبت اہل بیت کا تھا اور اسکے مقابلہ مین اشرار کربلا کا صدمہ عذاب روحانی تصور کیا جاوے
کہ سب عذابات جسمانی پر غالب تر ہوگا خصوصا جب مرتبہ شفاعت عام کا اور اپنی محرومی اپنی آنکھون
دیکھین گے اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ خود ظاہر ہے کہ اونکے دلون پر
کیا گذری گا یہ آتش حسرت روحانی سب آتش دوزخ جسمانی پر ہزار مرتبہ شدید تر اور تیز تر ہوگی نَارُ اللّٰہِ
الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ اسکے مقابلہ مین سب مومنین محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین
اپنے دلونکو دیکھین اور غور کرین کہ اس لذت روحانی کے مقابلہ مین کوئی لذات جسمانی اور شہوانی
بہشت کی خیال مین آتی ہین چنانچہ یہ دکھانا عذاب اشرار کربلا کا سب مومنین کو آیہ مذکورہ بالا سے
بتصریح تمام ثابت اور منصوص ہے کما قال عز و جل وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ
اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ وَتَرٰهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ وَقَالَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الخ ترجمہ اسکا اوپر مذکور ہو مگر قوم
لفظ الذین امنوا سے سوائے محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کے کون مراد ہو سکتا ہے

کہ اشکریزی ماتم حسین مین عین دلیل اور امتحان محبت ہے اور یہی محبت اہلبیت آخر کار محبت الٰہی تک
منتہی ہوکر عین ایمان ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ جیسا کہ پیشتر بشرح وبسط تمام مذکور ہو چکا ہے
اسی صورت مین یہ جو متعارف اکثر شیعون مین بیان ہے درست ہو سکتا ہے کہ امت کے بخشوانیکے واسطے
اپنا سر دیا یعنی بسبب اس کے کہ خاص کربلا کے ادہر اوس شافع محشر مظلوم دادخواہ کو اوس جوش غیظ
وغضب الٰہی مین جرات سخن کی زیادہ تر ہوئی اور ادہر گریہ وبکا ماتمیون کا پایۂ امتحان و محبت اہلبیت
اور تقویت ایمان ہوکر مایۂ مغفرت اور اجر اخروی ہوا پس درحقیقت یہی سانحہ خاص کربلا کا اسکا
سبب واقع ہوا جیسا کہ مرتبہ مذکور مین مذکور ہو چکا ہے کہ ع این محض پئے مغفرت ماتمیانست الخ
فافہم وتدبر پس جو شخص کہ آج مصائب اہلبیت پر گریان ہے اوسکا اوس روز خندان ہونا
مسلم ہے جیسا کہ آج آنسو نکلنا بتصنع اور بارادہ بدون جوش آتش محبت ممکن نہین ویسا کل کے روز
کہ ع الوالعزم را دل بلرزد ز ہول ہنسنا بتصنع باختیار خود ممکن نہوگا مگر بتقاضائے جوش محبت
اہلبیت وہ تعذیب اور رسوائی اشرار ظالمین کربلا دیکھکر بے اختیار محبان اہلبیت ہنس پڑینگے
کما نص علیہ القرآن وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ اور اسی کے مقابلہ مین یہ ہنسی
مومنین کی دیکھکر صدمہ عذاب آتش روحانی جو کچھ کہ کافرون پر گذرے گا خود ظاہر ہے جیسا کہ پیشتر
مذکور ہو چکا ہے ؎ فریاد ازان زمان کہ جوانان اہلبیت ماتم کنان بعرصہ محشر قدم زنند اور جو سبب کند
نہونے خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام اور نہ پہونچنے فدیہ اور نہ ہو سکنے امداد غیبی کے
مثل انبیای سابقین باوجود امتحانات سخت مایۂ حیرت واستعجاب عالمیان ہے اسکو بھی قدرے توجہ
خاطر سمجھ لینا چاہیے یعنی سب انبیائے سابقین کے واسطے فقط امتحان تھا اور یہان اختتام اور
تکمیل تام وہان اگر کارد ذبح کند نہ ہو جاتی اور فدیہ نہ پہونچتا تو سب مرتبہ کمال صبر اور رضا اور تسلیم اور خلت
اور شہادت کا وہین ختم ہو جاتا یہان کے واسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین مل چکا یہ مرتبہ
شفاعت کبری کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین ہوتا کہ لفظ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ جو
اللہ کی طرف سے بھیڑ بکری دنبہ پر کب صادق آسکتی ہی کہ اللہ تعالی شاۃ یا کبش نہ فرمایا ذبح عظیم فرمایا

خاص خدا اس روز کے واسطے اوٹھہ رہا تہا کہ وقع پہر یہان فدیہ بہیڑ بکری کا کیون آہنے لگا کہ یہ خود فدیہ
مطلوب خدا تہا اور وہان فقط امتحان تہا یہ نکتہ اندیسکے غور اور خیال نہین کیا جاتا ہی کہ ایک ہزار
نوسے یکجا سن زخم جسم مبارک پر پہونچی تہے اوسوقت تک روح مقدس زخم ذبح خنجر کی منتظر تہی کہ بدون
ذبح روح مبارک نے جسم اقدس سے مفارقت نہ کی پہر اس جگہہ خنجر قاتل مثل کارد ذبح اسمعیل کیون کند
ہونے لگا کہ وہان فقط امتحان تہا اور یہان اختتام وہ فدیہ معاف اور یہ فدیہ ازل سے بذریعت
خود مطلوب اور مقبول اور محبوب سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پس اگر فقط محض شہادت پر
پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہای کاری واسطے شہادت کے کیا کم تہے کہ نوبت ذبح خنجر کی پہونچی اسی سے
سمجہنا چاہیے کہ مفہوم ذبح عظیم بمفاد فَدَیْنٰاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کسطرح صادق آتا ہی اگر زخمہای سابق
سے وفات ہوتی فقط اطلاق شہادت ہوسکتا تہا مفہوم ذبح عظیم کا صادق نہ آتا فافہم وتدبر دفع
شبہہ وتحیر دیگر اور وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت مین شبہہ تہا کہ کافر غیر کلمہ گو کے ہاتہہ سے قتل ہونا
اور محض واسطے کلمہ شہادت کے بلا غرض نفسانی جنگ واقع ہونا شرط شہادت ہے اسقدر ہجوم مصائب
اور شدائد اور تکالیف شاقہ کہ چشمہ آب بہی خود بخود غائب ہوگیا کچہہ لوازم شہادت سے نہ تہا اور
اسقدر توہین اور اسیری اہلبیت رسالت اور شکست فاش لشکر اسلام اور منصوری اور کامیابی اعدا بہی
لوازم شہادت سے نہ تہی جیسا کہ مقام تحریر مین اوپر مذکور ہوچکا ہے اب اس امر نازک اور نکتہ
باریک کو سمجہنا چاہیے کہ اسی نکتہ خاص سے بتوثیق تمام ثابت ہوتا ہے کہ مفہوم فَدَیْنٰاہُ
بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے بے شبہہ یہی فدیہ اور ذبیحہ مقبول خدا مراد ہے اس ذبح عظیم کا مرتبہ شہادت
سے کہین بالاتر اور اعظم تر ہے کہ شہادت بہی اسکے ضمن مین خود حاصل ہے اس مرتبہ عظمیٰ ذبح
کے مقابلہ مین شہادت دون مرتبہ ہے اور آسان تر ہے کہ شہادت مستلزم اسقدر اجتماع
جمیع آفات اور مصائب کی نہین کہ چشمہ آب بہی خود بخود گم ہوگیا یہ بات اور ہے مقام اور ہے نہ محض
شہادت کہ علی العموم ہر شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جب کسی مشرک بت پرست سے بزبردستی
کلمہ شہادت کہلایا جاوے اور وہ نہ کہے اوس سے لڑمرے شرط شہادت ادا ہوجاتی ہے کہ اسطرح

ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی مثل ہمراہیان سالار مسعود غازی شہید ہوتے چلے آتے ہیں کہاں یہ شہادت صرف کہاں وہ ذبح عظیم پس نکتہ باریک اسمین یہ ملاحظہ کرنا چاہئیے کہ یہ ذبیحہ راہ خدا کا راہ سے کامل ٹھہرا کہ باہمہ ظلم وضلالت اشقیای کربلا کلمہ گو کے ہاتھہ سے ذبح ہو کر وفات پائی اور جبتک زخم خنجر کلمہ گو نہ پہونچا باہزار و نہصد و پنجاہ زخم روح اقدس نے مفارقت کی ورنہ ذبیحہ بدون کلمہ گو درست نہین بخلاف شہید کے کہ کافر غیر کلمہ گو کے ہاتھہ سے قتل ہونا شرط ہے فافہم وتدبر مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پس یہ صورت تکمیل ذبح عظیم کی ٹھہری کہ مرتبہ شہادت پر کہین غالب تر ہے شہادت عام ہے اور یہ خاص اب اسکے ضمن مین صورت شہادت کی مشاہدہ کرنا چاہیے تاکوئی مرتبہ افضلیت کا اوٹھہ نرہے شہید کی شان اعظم یہ ہے کہ اوسکا قاتل جہنمی خلود فی النار ہو یہ بات یہان بخوبی تمام حاصل اور منصوص ہے چہ جائے کہ اشرار کربلا کی جانب نسبت کفر کی اللہ تعالی ہی فرماتا ہے کہ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ پہر اسکے بعد مقام عدم قبول توبہ مکرر فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ خود ظاہر ہے کہ مصداق مضامین ان آیات کے اشرار کربلا پر کسقدر صادق اور مطابق واقعی ہین جیساکہ مذکور ہوچکا اس راہ سی بلفظ کفر ہی اللہ تعالی نے انکا ذکر فرمایا گو زبان سے کلمہ بھی کہتے تھے اور نماز بھی پڑہتے ہوں کہ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ خود اللہ تعالے فرماتا ہے اور پہر بلفظ کفر مکرر ارشاد فرمایا اور بظاہر کلمہ گو زبانی ہونا واسطے ذبیحہ کے کافی ہے کہ سب قصاب ذابح البقر کا یہی حال ہی فقط زبانی کلمہ کہنا وہ بہی بالفاظ غلط جانتے ہین کبہی نماز روزہ سے خبر نہین اونکے مقابلہ مین یہان بظاہر نماز روزے کی صورت تہی پس بنظر کلمہ گوئی زبانی کے تو ذبیحہ درست ٹھہرا و علیہ الفتوی اور بنظر نسبت کفر اور خلود فی النار منصوصہ کے شرط شہادت کی بہی بخوبی ادا ہوئی اب صورت افضلیت اور تخصیص اس شہادت خاص کی ساتھ شہدای غزوات نبی پر ملاحظہ کرنا چاہیئے ظاہر ہی کہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت یہ تہی کہ خود غلبہ اور زیادتی اور

خروج کرکے کافرون پر چڑھ جانا اور بجبر و زبردستی مار مار کر ایمان قبول کروانا اور درصورت انکار اونکو
قتل کرنا اور اونکے مال و متاع کو غنیمت اور اہل و عیال اور اطفال کو لونڈی غلام اور عورتونکو
بے نکاح حلال طیب سمجھنا اس حالت رد و خورد مین اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ سے مارا جاوے
وہ شہید برحق اور اگر مسلمان قتل کرے وہ غازی ہو فقط مگر چونکہ بحکم فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ
بے عداوت نفسانی محض بحکم خدا راہ خدا واسطے کلمہ شہادت تیکے تہا اس سبب سے داخل شہادت
اور جہاد اور عبادت اور مایۂ اجر عظیم ہوا و الا بادی النظر مین خود ظاہر ہے کہ کوئی ظلم صریح اور زیادتی
اور بدعت اور مردم آزاری اس سے زیادہ نہین ہوتی کہ نصاری ابتک اعتراض کرتے ہین اور ایسے
ایمان جبری کو معتبر نہین سمجھتے چنانچہ اسکا جواب اسرار النبوت مین بلطف تمام معقول اور وجیہ
خامہ مؤلف سے برآمد ہوا ہے **فلینظر ثمہ** پس یہ شان اور ماہیت اوس شہادت کی ہے کہ بادی النظر مین
بصورت ظالمانہ ہی بخلاف اس شہادت معرکہ کربلا کے کہ بالعکس اوسکے مظلومانہ ہے کسمپرسی کا
غلبہ اور ظلم اور زیادتی ناحق اور غدر ناشنوی جانب اشقیاے کربلا اور مظلومی اور بیکسی درحقیقت
اسطرفکی صریح ظاہر ہے پس جس صورتمین اوس صورت ظالمانہ مین اسقدر مرتبہ شہادتکا متحقق
اور منصوص ہے فکیف کہ یہ صورت مظلومانہ باین بیکسی غربت اور کربت باہمہ حقیت باہمہ عزیزان اور
فرزندان اور موالی اور انصار ملاحظہ ہو کہ کسقدر اوس شہادت ظالمانہ پر بہی ترجیح رکہتا ہی کہ جو
اللہ تعالی اس شہادت خاص کی تعریف اور خبر بتصریح بیان جمیع مصائب و واقعات کربلا و ما
ہی جیسا کہ بالا مذکور ہوچکا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ الی اخر الایات
المذکورات اور اسکا اجر اور مرتبہ اور تخصیص اور ترجیح بہی آیات مذکورہ بالا مین مذکور ہے کہ یہ شہادت
کبری ساتہ صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور مصائب اور مظلومیت کے جمع ہے یہ جمعیت تامہ
شہدای عام غزوات نبی کے ساتہ کب بہی اس راہ سے مرتبہ سید الشہدا کا خاص اسی جناب خاص
کے واسطے تخصیص پایا ۔ این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسین ۔ جزوے نصیب دیگر نشد
این تبہ ز نہار ۔ اور اسکا اجر بہی سوای جمیع نعمای بہشت کے شفاعت کبرا ہے اور وہ مقام

محمود اور مقعد صدق ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے بھلا یہ اجر دنیا مین کسطرح ہو سکتا فافہم و تدبر
اب باقی رہا یہ کہ شہید اور ذبیح ہونا انکا اس مستلزم اسقدر بلیات اور آفات اور شدائد اور
شکست فاش لشکر اسلام اور منصوری عدا اور اسیری اہلبیت کا نہ تھا بارے اسمین کیا
حکمت اور مصلحت اور اسرار الٰہی تہا اور چشمہ آب کیون از خود غائب ہو گیا اور امداد غیبی مثل
انبیاے سابق کیون نہ پہونچی یا اور طرحسے حفظ مثل رفع عیسی علیہ السلام علی السماء کیون نہ واقع
ہوا سے پسندیدہ پرسدی ای ہوشمند ۛ جوابت بگویم گر آید پسند ۛ ای عزیز سیاق کلام الٰہی سے
اس اسرار اور نکات باریک کو سمجھنا چاہیے کہ انسان کا فکر اور ادراک اس عجائب قدرت الٰہی
من قاصر ہے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اسیواسطے بیشتر سب اخبار ایات کلام اللہ ابتدای حال
سے آخر تک بتصریح اور تطبیق تمام بیان کردیئے چونکہ اوس حکیم علی الاطلاق نے جمیع مراتب اور
مقامات اور تمام شرائف اور فضائل کبرا ے ازل سے خاص اپنے حبیب پر ختم کر کے ختم الانبیا
پیدا کیا اور اوس ختم الانبیا کا جان اور روح اور جزو بدن اور لخت جگر کا لخت جگر جو کچھ کہو یہی ذات
خاص خاتمہ پنجتن ہے ۛ چون خاتمہ پنجتن پاک حسین است ۛ جزو بدن صاحب لولاک حسین است ۛ
در مرتبہ بالا تر ادراک حسین است ۛ زان محور ہر گردش افلاک حسین است ۛ از نوع بشر مرتبہ آن شہ
فزونست ۛ افات ہم از بہروے از حصر برونست ۛ منظور الٰہی یہ تہا کہ سب مراتب اور شرائف
اور فضائل اولین اور آخرین اسی ذات خاص ختم المرسلین پر تکمیل اور ختم ہووین پس اون سب مراتب
اعظم مین مرتبہ شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم کا اعظم تر ہے اسکا اختتام اور تکمیل بدون ہر گونہ
مصائب اور بلیات محال تہا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے اور شکر بہی حالت صبر مین معتبر ہے اسواسطے حکیم
علی الاطلاق نے جو جو مصائب اور تکالیف اور اذیت مناسب جانی بیشتر ذات خاص اوس
ختم رسالت پر ختم فرمائی کہ طوامیر دفاتر اوس سے پُر ہین ۛ ور مکہ چہا دید در ایام جہالت ۛ رنج
و ستم و ظلم ز ارباب ضلالت ۛ ہر گہ کہ بتنگ آمدہ از فرط ملالت ۛ واثق شدہ ہجرت بدل ختم رسالت
از مکہ روان شد بسوی شہر مدینہ ۛ حاصل شدہ این عز و شرف بہر مدینہ ۛ آنحضور تمین گیر گونہ مصائب

اور آلام بہی اوسی ذات خاص پر تکمیل پانا ضرور ہوا اور بعض مصائب خاص ایسے تہے کہ اوسکا اختتام
اوس ذات خاص ختم رسالت پر ہونا مایۂ ضعف اسلام نہین بلکہ فقدان اسلام تہا وہ سب اسی جز و بدن
لخت جگر خاتمۂ پنجتن پر کربلا مین اوٹہہ رہے کما وقع اب ملاحظہ کیا جاوے کہ حوادث واقعات کربلا
جو بعد قوت اسلام کربلا مین واقع ہوئی اگر اوس ایام اوائل اسلام مین کہ ہنوز اسلام نے قوت نہین پکڑی تہی
اوس ذات خاص ختم رسالت پر واقع ہوتی کب اسلام کا نام عالم مین باقی رہتا اسقدر ضعف اور توہین
اسلام تو فقط واقعات کربلا سے ہوئی کہ ابتک مایۂ حیرت عالمیان ہے اس صورت مین ملاحظہ کیا جاوے
کہ سواے اون اخبار اور الہامات غیبی کے جو بواسطہ اور بلا واسطہ جبرئیل علیہ السلام تواتر منقول ہین
کلام اللہ مین کس ترغیب اور تفہیم اور ترتیب سے اللہ تعالے ہر مصیبت کی شرح بتدریج نام بنام بیان
فرماتا ہے پہلے شکر اور صبر کی تعریف اور ترغیب پہر بیان مرتبۂ شہادت پہر بعد اسکے بتدریج ہر بلا
کی تخصیص نام بنام بتفہیم تمام وارد ہے تا تحمل اوسکا شاق نگذرے پہر بیان اجر صبر کا اوس غایت تک
کہ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ جیسا کہ شرح بیان ہو
ہو چکا ہے پس یہ بلائین تو آگے سے بقید اجر و جزا لکہی بدی تہین اور واسطے تکمیل مراتب صبر و شکر اور
رضا و تسلیم کے اون سب کا اختتام یہین ضرور ہوا پہر کسطرح امداد غیبی مثل انبیای سابقین یہان
پہونچتی کہ وہان فقط امتحان تہا اور اسی دنیا مین اجر بہی ممکن تہا کما وقع اور یہان تکمیل اور اختتام
اور اجر اسکا مثل مقام محمود اور شفاعت کبرای اور مقعد صدق دنیا مین کب متصور تہا ۔ اہلبیت
درین مصلحت از دا علی : کاین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا : وین کار بود لائق بسیار جزاہا : زین وجہ جزا
شدہ موقوف بعقبی : آن چیست جزا مغفرت امت عاصی : در جرم و خطا معذرت امت عاصی : اور خود
ظاہر ہے کہ مثل انبیای سابق یہان امداد غیبی کی طلب اور دعا کب تہی کہ مقام محبت الہی مین تمناے
مرگ اور جان سپاری عین فتح اور ظفر ہے کہ ع سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد : این بار گران بود
ادا شد چہ بجا شد : فرد جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل : خود تو منصف باش ای دل این نکو یا
آن نکو : چہ جاکہ موت شہادت کہ حیات ابدی منصوص ہے کہ خود بتواتر فرماتا ہے لا تقولوا لمن یقتل

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّ لٰکِنْ اور خود ظاہر ہے کہ واسطے ارباب محبت کے زندگی دنیا
مانع وصل اور حجاب ہے پس مقام محبت میں یہ حجاب حیات عارضی کب گوارا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ حبیب ان جانبازان
منتہای فخر و ظفر سمجھی ہر امداد غیبی کی کب تمنا تھی کہ بمفاد فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ در بدل
امداد غیبی موت کی تمنا اور جان دینے میں سبقت تھی فضلاً علیہ کہ موت شہادت منصوصہ اور اگر مثل حضرت مسیح
علیہ السلام کے رفع علی السماء واقع ہوتا تو فتور اور متصور تھا کہ مثل حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے
اہل عالم بہ الوہیت پرستش کرنے لگتے جیسا اللہ تعالیٰ نے خطاب پر عتاب فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ
یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ علاوہ ایک ایک
لڑکا اس خاندان کا شیر میدان و خاحیدر ابن حیدر تھا کہ باوجود غلبہ اعدا اور حزم شہادت بالقصد جیسا کہ
ایک ایک جوان اہلبیت نے داد شجاعت معرکہ کربلا میں دی خود معلوم اور معروف ہے چنانچہ ایک
حضرت امام قاسم علیہ السلام کا حال ظاہر ہے کہ ازرق شامی کے چاروں بیٹوں کو کسطرح قتل کر کے
آخر کو اوس ملعون کو قتل کیا اور یہ ازرق شامی وہ تھا جو تنہا ہزار جوان مبارز سے مقابلہ کرتا اور جانب
آتا تھا اور بدون ہزار جوان مقابل کے صف جنگ میں ننگ جانتا تھا جیسا کہ بطرز بیان شاعران مرثیہ گو
مرثیہ جامع میں بیان کیا گیا ہے اصل مدعا یعنی قتل کرنا ازرق شامی کو مع چاروں پسر بیان واقعی ہے
گو طرز بیان شاعرانہ بطور مرثیہ گویان متعارف ہے وہ منہا ہے ۵

اب حال نابر حضرت قاسم سنو ذرا ؛ بازو پہ اوسکی کھکے حسن نے جو باندھا تھا ؛ قاسم نے کجب وصیت دیکھ پڑھا ؛ مضمون یہ اوسمین حضرت شبر نے تھا لکھا

ہر کہ او قصد بلا شاہ کربلا ؛ تا زیست آمد ہمی بر سرش بلا

شبیر نے بھی حسب وصیت عمل کیا ؛ قاسم کا عقد فاطمہ کبری سے کردیا	نوشہ عروس جسکہ محلمین گئے ذرا ؛ آئی صدا مبارز کی سنی جاتی تھی صدا
با زوجہ گفت قاسم نوشاہ الوداع	بر حسرت ماند وصل تو ای ماہ الوداع
بولی عروس کوئی نشانی تو دو مجھے ؛ جھٹ آستین جامہ شاہانہ کی پھاڑ دی	فرمایا یہ نشانی مجھے آستین پھٹی ؛ اور تیری پاس دیکھی ہی اس آستین کی
بیش من آتو مردہ نشانی بس است	در روز حشر وجہ تعارف ہمین بس است

بعد اسکی آیا ہی یہ جو نوشاہ کی گرد	دولہن بچاری رہ گئی حسرت سی دیکھ کر	اتنا تو بولی شرم سی پہر دیکھ یکنظر	پہر دیکھتی ہی گر پڑی وہ تھام کر جگر
	زین باب ریخ حال نبی سی کشند چسان	خوف فکر کرد حال شدہ با شہ آن زمان	
القصہ جا کی رن میں مبارز طلب کیا	جوڑا شہانہ دیکھ کی سب نی عجب کیا	بولی عدو امام نی یہ کیا غضب کیا	شب کی بیاہی دولہ کو کیون بہیج دیا
	دست کسی نخواست چو بر نوشہ آن زمان	شمر لعین با ازرق شامی بگفت ہان	
ازرق سی جا کی ننگ پکارا کہ ہار سے	لڑکی سی لڑنکی ہی غضب بیحیا مجھے	مین وہ ہون جو اکیلا لڑون لاکہ ہزار سے	لڑتے ہیں کہین اس سے سزاوار جنگ کے
	پس ابن سعد ہم پسر ش را چو حکم داد	در رزم او مقابل نوشاہ ایستاد	
قاسم پہ گو اپنا تو کر وار ایکبار	ہم ہاشمی ہین کرتے نہیں پہلے اپنا وار	جب وار اپنا کر چکا ملعون نابکار	قاسم نی کی خالی کیا وار شیر وار
	نیزہ زدن بسینہ ویرا داشتن ہمان	از نیزہ لاش سر ازرق زین ہمان	
کہا طیش میں باد سر ازرق کا ناگہان	بہلکی انتقام کی خاطر ہوا جوان	آتی ہی شیر پہ ٹوٹ پڑا جہپٹ وہ نوجوان	قاسم کا لب پہ جہوکی نیزیکی جب سنان
	نوشاہ آمد بغضب سر زمین	از پشت زین گرفت بزد بر سر زمین	
گہوڑا لپک کہ ہوا تہا وہ چہو گر	قاسم ہوئے سوار سوا اوسکی گہوڑی پر	تہا تیسرا جو ازرق شامی کا ایک پسر	اوسنی کیا مقابلہ قاسم کا بی خطر
	آمد بجوش قاسم نوشاہ ناگہان	از تنگ در گذشت بتیغ آنچنان	
یہ حال دیکھ آگیا غص جو تہی منجہلا	ازرق سی بولا باپ جی یہ اچہوتی تیغ	لیتا ہون بدلا ان کا ابدر کا دیکھ تو	آتی ہی اسکا حشر قاسم پی دوستو
	فی الفور بر کمر گرفت آن پسر شریر	برزد گردی ازرق شامی و گفت گیر	
کچہ عبرت سپاہ کو کچہ غم پسر	جہلکہ بار طیش کہا کی خود آیا جنگ پر	یا ننگ سی نہ جنگ کو آتا تہا پیشتر	یا اب بچانا جان کا مشکل ہوا اگر
	باہم قرار یافت پس از گفتگو چنین	تقدیم حرب تا کہ کند ازرق لعین	
گرز و سنان و تیغ و تبر خنجر و خدنگ	سب جب لگا کی ازرق شامی ہوا جو دنگ	قاسم پکارا گہوڑی کا ڈہیلا ہی تیرا تنگ	پہر دیکھتی ہی مار لیا اوسکو بیدرنگ
	تا حرب تیغ کہ حدیث پیمبر است	بروی عمل نمود مکر آن خدا پرست	
صید حقیر پر نہوئی جبکہ اکتفا	اگر غضب سی تیغ کو ہاتھ میں لیا	مانند شیر وہ صف بیجا مین جب گیا	فوج عدو مین پکٹ و بالا سا پڑ گیا
	بر جنگ نوشہ صل علی گفت ہر ملک	آمد بلرزہ گاہ زمین ہاہی فلک	
تیغ عدو شکار سی پایا نہ جب مفر	ہیبت مین آ کی کہتی تہی کفار الحذر	قاسم کو رحم آگیا اعدا کے حال پر	ہنسیا بہینک جام شہادت پیا مگر

ہر گہ گذشت قاسم نوشاہ شہید
شہ آہ سرد از دل پر درد بر کشید

لاشہ تو لائی شاہ مگر سہل یہ نہ تھا
دیکھو تو شہ نے کیسا بڑا کام کیا
میخواست نوحہ تا کہ کند نوحہ زار زار
لاشہ نے جبکہ لاشہ کو خیمہ میں رکھ دیا
میگفت شرم پاس حیا را نگاہ دار
مت پوچھو حال اہل حرم کا کہ کیا ہوا

الغرض کہ بعد عذر طرز بیان شاعرانہ اور اختلافات روایات کے ازرق شامی کا مع ہر چہار پسر حضرت امام قاسم علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہونا بالاتفاق ہے باقی نوع کا امر ازرق شامی کا تمام شجاعان عرب میں نامدار جوانکا طرف مقابل ہونا بھی بالاتفاق ہے یہ دونی کارنامہ ایک طفل جنگ نادیدہ اہلبیت کا ہے علی ہذا احوال معرکہ آرائی حضرت علی اکبر علیہ السلام کا مرثیہ جامع میں یوں مذکور ہے ؎

عباس کے الم کی نہیں کچھ بھی انتہا
اب حال جرات علی اکبر سنو ذرا
بہر و خانہ اکبر دلگیر شد روان
دیتی تو دی بزرگی بانو نے بھی رضا
جان از تن مبارک شبیر شد روان
ارمان ہی کا تو دل تھا کلیجہ دہل گیا

اکبر علی نے جب کہ مبارز طلب کیا
فوج عدو میں ایک تلاطم سا پڑ گیا
یا رب کرا است تاب رسیدن بپیش او
بالاتفاق بولی عدو وا مصیبتا
شمشیر کلست کشیدن بہ پیش او
ہمشکل مصطفی سے کوئی لڑ سکیگا کیا

دیکھا جو ایک ایک کرے اس سے کارزار
ازرق کی طرح وہ بھی گئے فی النار ایکبار
افواج خیرہ گشت گردش زیادہ بود
عہد برائی تھی جو نہ ایک ایک کو زینہار
اکبر جو شیر زینہ نیستان ستادہ بود
یکبار ادھر کی گرد ہوئی آگئی ہزار

آتی تھی گرد پیش سے کفار فوج فوج
اکبر کا تھا ستارہ ہیبت بہ اوج اوج
در میمنہ و میسرہ میکرد کارزار
وہ مارتا تھا بحر شجاعت میں موج موج
گاہ سوی میمنہ گہی جانب یسار
ضربت سے فرد فرد کو کرتا تھا زوج زوج

چن چن کے شامی فوج کی اکبر تھا مارتا
دیکھا جو جسنے لیل نکی دوپہر اعتنا
ناگاہ داد ہاتف غیبی ندا کہ بس
وہ روز یوم نفخ فی الصور ہو گیا
وعدہ نبود باتو چنین ضبط کن نفس
معدوم سبکو صفحہ ہستی سے کر دیا

سنتے ہی باگ روک پکار امام کو
بولا قضا کہتی ہے تمام اب یہ کام کو
ناگہ بشکل نیزہ مجسم شد قضا
اب حکم شہ کا ہوتا ہے کیا اس غلام کو
از سینہ اش گذشت سعادا صیبتا
اکبر نہ کر چکا تھا تمام اس کلام کو

الحکایت کہ یہ محض شاعرانہ نہیں در حقیقت کارنامہ شجاعت ہر جوان اہلبیت کا اور پھر بحکم قضا مرتبہ شہادت پر نظر کر کے بقصد ہتیار پھینک کر شہید ہو جانا بالاتفاق ہے یہاں مقام محبت اور رضا و تسلیم میں جان بچانا اور قتل کفار اور شجاعت نمائی منظور نہ تھی بلکہ بالقصد شہید ہونا اور جان فدا کرنا پیش نظر تھا انکا تو بڑا مرتبہ تھا جو کوئی غیر فوج عدو سے مثل حضرت حر کے

بحکم ہدایت ازلی شریک ہوگیا اوسکا بہی مرتبہ شجاعت اور شہادتکا ایسا ہی لکہا ہی کہ عین معرکہ جنگ میں جوان جنت کو
اپنا محو انتظار اور مشتاق دیکھکر بقصد شہید ہوتے تہے چنانچہ حضرت حر علیہ السلام کا حال مرثیہ جامع میں یوں لکہا ہی

بھائی غلام بیٹے حر کرکے گفتگو	گر جنگ کا ارادہ گیا شہ کے روبرو	جاتی ہی شہ سے کہنے لگا یہ وہ نیکخو	پہلے نثار ہونیکی ہی مجھکو آرزو
	شہ گفت زینہار ندارم چنین روا	گر بہر جنگ گردی رخصت اول ہم رضا	
ہر چند شہ نے منع کیا حر کو چند بار	قدمونپہ گر کے حر یہی کہتا تہا بار بار	تسکین اس غلام کی ہوگی نہ زینہار	جبتک نہ سر کو شہ کے قدم پر کرے نثار
	باشد زبسکہ خاطر ہر مہمان عزیز	مایوس کن نہ ہیچو من مہمان عزیز	
آخر بہر نمط صف ہیجا میں حر گیا	ہل من مبارز کہا میدان میں پہنچ جا	آیا جو سامنے اوسے فی الفور کر دیا	جز الاماں وہاں نہیں آتی تہی کچھ صدا
	میدان جنگ زلزلت الارض گشتہ بود	بہر دادنی بحملہ عدو فرض گشتہ بود	
دریای خون جری کیا اوسجگہ رواں	آتی تہی ہر طرف سے صدا الاماں اماں	بازار گرم تہا ملک الموت کا وہاں	مہلت نہ تہی ملائکہ کو بہر قبض جاں
	میگشت آنچنان متواتر بتیغ کین	یک لحظہ مین نرفت ملک اندر زمین	
میدان کارزار کیا خونسے لالہ زار	بھائی غلام بیٹے سے کہتا تہا بار بار	ہی وقت کارزار یہی بار بار ہا	سب فخر جان جان کو کرنے لگے نثار
	اول کسیکہ اسپ بمیدان بتاختہ	حر بود آن بقدر دل خویش باختہ	
حر کی جو آسمان کی طرف اوٹھہ گئی نظر	خواہان ہوا وفا کا کچھ رتبہ دیکھکر	یونہا جو ہیں قریب شہادت کی وہ مگر	گرتی ہی گہوڑے سے کہا یا شاہ نوحہ گر
	حر این سخن ہنوز نکرد از زبان ادا	فوراً رسید بر سر او شاہ کربلا	
تہی جان حر جو مقدم حضرت کی انتظار	رکہتی ہی سر کو زانوے شہ پر ہوا نثار	بھائی غلام بیٹا جو تہا گرم کارزار	ہر ایک ہوا نثار اسیطرح بار بار
	شہ لاش حر کی بسوی خیمہ برد آہ	شور نشور خاست مغاز خیمہ گاہ	

یہانسے معلوم کرنا چاہئے کہ سب شہیدان دشت کربلا مرتبہ شہادتکا عین معرکہ جنگ میں دیکھکر مقام محبت الٰہی میں کمال
تمنا اور رضا بخوشی تمام شہید ہوگئے تہے کہ امتحان فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کا یہی مقام تہا
اسی میدان شہادت موعودہ میں قتل ہو جانا منتہای فتح و نصرت و ظفر یابی سمجھتے تہے کہ سر بسر اہ
تو فدا شد چہ بجا شد الخ اور ازل سے بحکم ازلی یہ میدان خاص واسطے شہادت انہیں شہدای خاص کے
تخصیص پا چکا تہا کہ اوس سے کنارہ کشی ہرگز باختیار خود ممکن نہ تہی جیسا کہ بتشریح مجملاً مذکور ہوا اور مرتبہ

جامع مین یون مذکور ہے سو مسلم کا حال پر الم اب ہو چکا رقم ؛ لکھنے سے جسکے ہوتا ہی شق سینہ قلم ؛
کرتا ہون اب بیان عزای شہ امم ؛ گذرا جو رہ مین حضرت شبیر پر ستم

اوسکے سچ آر پنی والون نے پوچھا وہان کا نام
لگ گئی فوج بھیجی تھی ابن زیاد نے
حُر پڑھ چکا نماز جو پیچھے امام کے
اب کیا کرون جو شہ سے لڑون مین گناہگار
سنتے ہی شہ نے رات ہی کوچ کر دیا
پہنچا وہ سجکہ کو نشان جا سے

هر گروه چند ز کوفه بامد براه
کہنے لگا کہ ہے یہ اوسکا نام عام
فی الفور شاه خیمه دو خوابگاه ساخت
تا راہ مین وہ حضرت شبیر سے لڑے
المو و چو معجزه مصطفی نمود
صدمے ہوا امام علیہ السلام کے
کہ ہر جنگ چو تو شنه تشنه آمدم
ورنہ یزید حیلہ چھوڑیگا نہ ہاک
اندکی برای نام بحسبس کنیم ما
لشکر تمام رات روا رو چلا گیا
ناگاه باز مرکب حضرت بایستاد
فوراً او ترے دہین حشم خوش خرام
و دکربلا چو بار شه کربلا رسید

در عین راه خود بخود استاد اسپ شاه
اور کربلا بھی کہتے ہین اسکے تئین عوام
بر چشمه فرات مگر خیمه شاه ساخت
حُر نام ایک شخص تھا سردار فوج سے
حر را غلام کرد چو احمد دم سجود
کرنے لگا یہ عرض کہ جیسے تمام کے
نادم مگر ز کرده خود این زمان شدم
پھر عرض کی یہ شہ سے کہ ہو جائے سوار
من بعد سوی کوفه بعزت دهیم ما
حُر بھی ابھی تمام وہان ڈھونڈتا پھرا
گویا پیام مرگ خدا لیش فرستاد
جانا نہین غنی یہ یہین ہے مقام
آمد یقین شاه که بیشک بلا رسید

فرمایا شہ نے ہیگا ہمارا یہی مقام
آیا جو مین امام دو عالم کے سامنے
اب بخشیے معاف گناہ اس غلام کے
ظاہر مین شہ کو ڈھونڈونگا کی فوج بیشمار
اب آگے عجب سنو یہ بیکس کا ماجرا
تھی سن کے امیر علیہ السلام سے

پس جس صورت مین حکم خدا اور رسول و قرار بطور عہد و پیمان کہی ہی روز ازل سے بقید روز جمعہ ایام شدت گرما
ہنگام حرارت تمازت آفتاب وقت نماز ظہر بعد زوال تاریخ دہم محرم سنہ ٦١ ہجری روز عاشورہ مقام خاص
میدان کربلا بقید تخصیص جمیع بلیات تمام بنام اندروی آیات منصوصہ قرانی اور اخبار صحیحہ بقید نام و صورت
حلیہ قاتل قول تفصیل سنقح قرار پا چکا ہو یہانتک کہ بحکم جف القلم اوسی جگہہ خاص پر خود بخود گھوڑا ٹھہر گیا اور باوجود
تیز روی تمام شب پھر جھکو اوسیجا پر خود بخود ورک گیا پس بعد ایسی قرار داد اور تنقیح تمام سکے امداد غیبی مثال دیگر انبیائ
سابقین اور کند ہوسنے خنجر کا کون مقام تھا بلکہ ہمہ زخمہای کاری اتنی مقدمہ سے نقطہ اوس زخم اخیر خنجر کی نقطہ ری

کہ مفہوم فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ بھی ہوا شہادت کبریٰ کے تکمیل اور اختتام کو پہونچ گیا کا وقوع اور اگر فقط
شہادت محض پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہا کاہے کو اسواسطے شہادت کی کیا کم تہے اس ذبح عظیم فدیہ راہ خدا
کا مرتبہ شہادت پر کہین ارفع ہی اور شہادت کاملہ خود اسکے ضمن مین حاصل ہی جیساکہ منصوص اور مذکور
ہوچکا ہی پس سب انبیا کے واسطے محض امتحان تہا بعد امتحان واقعی اسی دنیا مین اونکو مدد بھی علی قدر حال
پہونچی اور سب طرح کا غلبہ اور فتح اور کامیابی اور استیصال اور ہزیمت عدا بھی حسب دلخواہ حاصل ہوئی
گویا اسی دنیا مین اجر بھی مل گیا بخلاف اسکی یہان تو تکمیل و اختتام جمیع مراتب شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم اور
شہادت اور استقامت اور ذبح عظیم موعود اور منصوص منقح اور موقت ہوچکے تہے نہ فقط امتحان
پس مدد پہونچنے کا کون مقام تہا کہ ہر یک حوران بہشت کو اپنا مشتاق اور منتظر دیکہکر بکمال ذوق شہادت ایک
دوسری پر جانبازی مین سبقت ڈہونڈہتا تہا وہان اپنی جان بچانی اور امداد غیبی پر کسکو نظر تہی کہ شہید
ہوجانا راہ خدا مین درحقیقت بحکم منصوصہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ حیات ابدی اور فتح سرمدی جانتے
تہی یہان جان بچانا اور کسیکی امداد خود منظور اور گوارا نہ تہی جیساکہ اکثر روایات مین امداد جن و ملک خصوصاً
زعفر جنی اور فطرس نامے فرشتہ کی متعارف ہی کہ آپنے ہرگز منظور نہ فرمائی معہذا خود ایک ایک
شہید دشت کربلا واسطے ہزیمت تمام فوج اشقیا کے کیا کم تہا جیساکہ مجمل مذکور ہوچکا ست تاہم چنین
کنند روایت کہ شاہ دین بشور رزمگاہ گشت مگر بمقصد بعین اور قطع نظر اس کمال شجاعت و زبانشکوری
امداد جن و ملایک یہان مثل اور انبیای سابق برعایت کمال رضا اور تسلیم استمداد اور دعا جناب الٰہی مین کی
گئی تہی کہ مدد نہ پہونچی جیساکہ تمام انبیای سابق کا سوای جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے
باصرار و مناجات بالحاح و زاری تمام امداد کو چاہنا اور دعای افنای تمام کفار مانگنا کس تواتر اور توالی سے
ثابت ہی کہ محتاج بیان نہین اور یہان بخلاف اوسکی ذوق شہادت مین خود ہتہیار پہینک پہینک جانین
دینی مین سبقت تہی تو کیسی نفع ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا انبیای سابقین کو بقدر امتحان
اسی دنیا مین اجر بھی مل گیا کہ ع باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد تا زیست باسایش و آرام بسر شد اور
اس تکمیل اور اختتام فضائل کا اجر کہ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود اور مقعد صدق تہا یہ اجر خاص دنیا

مین کب ہو سکتا تہا ع زینو جہ جزائش شدہ موقوف بعقبیٰ ست آن چیست جز مغفرت امت عاصی
وز جرم و خطا معذرت امت عاصی؛ یہ سب وجہین نہ پہونچنے امداد غیبی اور نہ پہونچنے فدیہ اور نہ کند ہونے
خنجر ذبح اور نہ مرفوع ہونے اوپر آسمان کی موجہ اور منصوص معلوم ہوئی اب وجہ خود بخود غائب ہو جانے
چشمہ آب اور رک جانے ذوالجناح کی دشت ماریہ کربلا مین بہی معلوم کرنا چاہئے کہ بحیلہ
عالم اسباب محض فعل خاص الٰہی واقع ہوا ذوالجناح کے ٹہر جانے سے ظاہر ہوا کہ صاف صاف
بے پردہ عالم ظاہر مین اسد نی آگاہ کر دیا کہ یہی مقام خاص کربلا پیشتر سے بحکم ازلی قرار پا چکا ہی سبب قیام ذوالجناح
کی اسی توثیق کامل مین شبہہ نرہا فافہم و تدبر باقی رہا غائب ہو جانا چشمہ آب کا یہ بہی گویا یاد دلا دینا اور
آگاہ کر دینا خدا کا تہا تا کہ معلوم اور یاد آ جاوی کہ یہ وہی وعدہ گاہ قرارداد ازلی ہی تا خاص فعل الٰہی بحیلہ
عالم ظاہر دیکہکو مقام رضا اور تسلیم اور صبر و شکر مین طبیعت راضی اور مستعد ہو جاوی اور کچہہ تردد باقی
نرہی اور اگر خشک ہو جانا احتمال کثرت اخراج آب ہوتا خاص فعل الٰہی پر بظاہر کمتر نظر ہوتی اور مایہ تقویت
طبایع بمقام صبر و رضا و تسلیم نہوتا مسند احباب اعتصام جمیع بلیات واسطی تکمیل مرتبہ صبر و رضا و تسلیم کے
منظور الٰہی تہا اور ایک ایک بلا کا نام بنام کلام اللہ مین ذکر ہو چکا اور لفظ جوع کا بہی کلام اللہ مین مذکور
ہی اور بہوک کے ساتھہ پیاس بہی لازم ہی پہر یہ امر خفیف کیون اوٹھہ رہتا چونکہ جناب سید الشہدا علیہ السلام
کو بسبب علم قرارداد سابقہ کے پیشتر سے خبر تہی اسواسطی آپنے شب ہشتم محرم سے خود ترک آب کیا تہا چونکہ
اور شہدای کربلا کو خبر نہ تہی اور آب سرد اور طعام لذیذ کا فراہم ہونا ہنگام بہوک پیاس کے خوب معلوم ہوتا ہی اور یہ
بہی متفق علیہ ہے کہ خاص میدان شہادتگاہ مین حوران بہشتی جام کوثر و تسنیم لیئے ہوے منتظر شہادت
تہین اور شہدا کو قریب شہادت کے نظر آتی تہین پہر وہ جام کوثر چہوڑکر آب فرات پر کسکو نظر تہی علاوہ
اوس کمال ہجوم آفات اور شدائد بلیات مین کہ لاش پر لاش گرتی تہی سوای مرجانی اور جان دیدینے
کے بہوک پیاس کا ہوش کسکو تہا اسیواسطے اس پیاس کی شکایت سوای بعض اطفال صغیر اصغر معصوم
اور حضرت سکینہ کمتر کسیکی طرف سے مذکور اور منقول ہے خصوصاً واسطے تاثیر پذیری قلوب عوام اور تمہید
بکا کے زیادہ تر مضامین شاعرانہ مرثیہ مین بیان عطش انہین معصومین خاص کا اکثر ہے چنانچہ بطرز بیان

مرثیہ گویان یہ مضمون خاص مرثیہ جامع میں جا بہ مؤلف کی یون ادا ہوتا ہے

بعض اشعار مرثیہ جامع دربیان عطش بہ عنایت بکا بطرز مرثیہ گویان متعارف

اس غم کی انتہا تو نہیں ہے جو ہو رقم
پہر تشنہ لب ہوئی جو سکینہ زیادہ تر
شمر لعین تو پہلی فرات کی راہ سے
یہ کہکی پانی لیچلی عباس خیمہ کو
تہی نہر کی جو لوگ محافظ ہزار چار
دیکہو جو اس وجرات عباس اب ذرا
ازبسکہ ساری فوج پہ غالب ہوا ہر اک
عباس نے جو دیکہا کہ پانی بہہ گیا
عباس کے الم کی نہیں کچہہ بہی انتہا
بانو کے بر مین آ خلف سرور امم

اب وہ سنو جو گذرا تہا عباس پر ستم
چون چشمہ ہم نہان شدہ از ظلم کردگار
عباس نہر کو چلا کاندہے پہ مشک دہر
شمر لعین باہل دغا گفت چون کنم
عباس سے کلام لگا کرنے صلح کے
فرمود چونکہ حضرت عباس این سخن
بولا یہ شمر صلح سی مایوس جلد ہو
تا بند مشک از کتف او برون شود
سنتی ہی اوسپہ ٹوٹ پڑے سب وہ ایکبار
ازبسکہ بود لشکر اعدا ز حد برون
شانو کی کتنی پر بہی کیا اونسی کام کیا
رعب وہیبت حضرت عباس ابہین
ہیبت کے مارے آ نہیں سکتا تہا کوئی پاس
ناگاہ تیری آمدہ از لشکر یزید
دلمیں کہا سکینہ کو کیا منہ دکہاونگا
بیدست دید تیغ جفا ہر یکی کشید
اب سن تو حال اصغر معصوم کا ذرا
لیکن ازین اشارہ کسی ہم گمان نبرد
کردہ دہن کا اشارہ لگا رونی دمبدم

اور جو صبا علم پہ ہوا ہی کیا الم
عباس اول آب بیاورد چند بار
اعدا کو مارتا ہوا آیا فرات پر
عباس آب می برد و می کند ستم
سنتی ہی بولی حضرت عباس سے برے
از صلح ہر یکی شدہ مایوس زین سخن
ہی یہ بلوہ جاتا ہی عباس لیجیو
ور دست دیگرش علمش سرنگون شود
عباس نے نیام سی کہینچ لی ذوالفقار
شد شانہ ہا قلم علم شاہ تشنہ لب نگون
زانو کے نیچے باگ کو اوسنی دبا لیا
یک ہم دو چار او نشد با وجود این
تیر بارتی تہی مگر دور آس پاس
کز مشک در گذشتہ و بر سینہ اش رسید
دانتونسی مشک تہامی تہی پہر وہ گر پڑا
گردند آہ حضرت عباس شہید
پہر دونکو وہ تہلچہ پہ تہا مارتا پڑا
کز نہر آب ہست اشارات سالخورد
بانو کا دودہ خشک ہوا تہا ز فرط غم

کیونکر لب فرات پہ تنہا ہوئی علم
دیکہو جو اس نے جہپٹ چلادہ مشک بہر
ایسا امام چہوڑ کوئی تجہسی کیا ہے
کچہ اور گر نہو سکی شانی ہی کاٹ دو
جس سی ہو دو چاک کیا دو کو اوسکی چار
دانتونسی مشک تہامے گہوڑ اوڑہا دیا
عباس کا نکرتا تہا وقت کوئی پاس
اعدا سی بولا تہا گئے بنجاؤ میں ہون گہرا
اور عون کہو کہ مشک کے جانب نگاہ تہا
یکبار گی جو رو دیا اصغر نے کہلکے مم

بلوایا حضرت شبیر نے کیا	معلوم شد اشارهٔ پی آب میکند تقصیر وار آپ ہیں بچے کی کیا	تسکین نمی پذیرد و نی خواب میکند لیجا کے کافرونکو دکھاؤ ٹک ذرا	شاید کہ ترس کھا کے اسے پانی دیں پلا
گودی میں لیکے اصغر معصوم کو امام	بانو بشاه اصغر معصوم را سپرد دکھلا عدو کو دور سے کرنے لگی کلام	شبیر سوی فوج عدو طفل را ببرد تقصیر وار ہم ہیں یہ بچہ نہیں کچھ بھی کام	اسکو تو ترس کھا کے پلا دو تم ایک جام
اصغر کا لاشہ لیکے حضرت بحال زار	پس تیر حرمله شد ناگه رہا ز شست بانو جو روتی تھی در خیمه انتظار	بازوی شاه گردن معصوم را شکست خوش ہو گئی وہ دیکھتے ہی شہ کو آ گیا	بولی کہ مجکو دو مرا معصوم یادگار
بانو نے جبکہ گود میں اصغر کو لیلیا	فرمود شاه اصغر معصوم را بگیر دیکھا جو خون سے تر تو کہا وا مصیبتا بانو کشید آه بیفتاد بر زمین	سیراب خوب اصغر تو شد ز آب تیر بولی یہ شہ سے تم سے بچایا نہیں گیا دیگر چه گویمت که شد احوال او چنین	حضرت نے زخم بازوئے اقدس دکھا دیا

پس یہ اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور وجہ معقول تھی جو مثل انبیای سابقین نہ خود بخود مدد غیبی پہنچی نہ آپنے طلب کی نہ منظور بلکہ انکا سر رفیع علی السماء واقع ہوا نہ فدیہ غیب سے ہو سکا کہ یہ خود ذبح عظیم فدیہ خاص خدا تھا نہ خنجر قاتل مثل کارد ذبح اسمعیل کند ہوا کہ یہ فدیہ مقبول بلکہ مطلوب اور موعود تھا اور وہاں فقط امتحان انکی سبکی سوا رہا۔ طریقت اور حقیقت ایک وجہ اور بھی بہت نازک اور باریک سمجھتے ہیں یعنی ارباب طریقت کی نزدیک مقامات قرب الٰہی دو طرح پر منقسم ہوتے ہیں ایک مرید ایک مراد ایک مخلِص بکسر لام ایک مخلَص بفتح لام پس مرید اور مخلِص بکسر لام معنی طالب اور مراد اور مخلَص بفتح لام معنی مطلوب اسیطرح خلیل بمعنی عاشق طالب کے جیسے مرید اور مخلِص بکسر لام اور محبوب بمعنی معشوق اور مطلوب کے جیسے مراد اور مخلَص بفتح لام پس شان مرید اور طالب صادق کی یہ ہی کہ جفای محبوب پر راضی اور متلذذ ہو اور مقام رضا اور تسلیم میں ہرگز طلب دعا واسطے دفع بلا کے نہ کرے بلکہ آہ اور اکراہ بھی نکرے اور کسی سے مدد نہ چاہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہنگام امتحان آتش نمرودی ختم ہو الآخر کا دانا کلمہ منہ سے نکلا کہ "وَھُوَ عَالِمٌ بِحَالِی حَسْبِی مِنْ سُؤَالِی" ہ فوراً ہمہ آتش شدہ از حکم خدا نور گلزار شد و نور مبدل شدہ با نور۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا اسی مقام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا ۝ اور دوسرا اسکے مقابل میں مقام محبوبیت ہی جسکو مراد اور مخلَص بفتح لام کہتی

بیان وجہ دیگر بطور ارباب طریقت اور حقیقت اور معرفت کے

ہین جیسے وہ مقام عاشقی کا تہا یہ مقام معشوقی اور محبوبیت کا ہے جیسا مقام خلت مین طلب دعا واسطے دفع بلا کے منافی رضا و تسلیم کے ہے ویسا ہی اس مقام محبوبیت مین سوال اور دعا نکرنا اور سکوت کرنا ممنوع ہے بلکہ مورد وعید اور طلب دعا کے واسطے بتاکید تمام حکم ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر مرتبہ خلت اور عاشقی کا ختم ہو چکا تہا اوسکے مقابلہ مین یہان مرتبہ محبوبیت اور معشوقی اور طلب دعا اور سوال کا بحکم اُدْعُوْنِیْ الخ ختم ہو چکا تہا وہان دعا ممنوع اور سکوت یہان سکوت ممنوع اور حکم طلب دعا وَالْفَرْقُ بَیْنَهُمَا ظَاهِرٌ اب منظور الہی یہ مقتضی ہوا کہ دونون مرتبے خلت اور محبوبیت کے اسی ذات خاص محبوب خاص پر تکمیل اور ختم ہون اسواسطے وہان مقام خلت اور سکوت مین اتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکال دیا کہ وَهُوَ عَلِیْمٌ بِحَالِیْ حَسْبِیْ مِنْ یہ گویا مقام خلت مین سکوت کے منافی ہوا کہ آہ کرنا نہ چاہیئے اور یہان مقام محبوبیت مین کہ حکم سوال اور طلب دعا کا بتاکید اور سکوت منع تہا مگر بسبب رعایت مقام خلت اور سکوت کے باوجود اسقدر شدائد اور ہجوم مصائب کے سوائے رضا اور تسلیم اور خوشی کے چین بہی پیشانی پر نہ آئی اور آہ بہی نہ نکلی اور بکمال شگفتہ روئی جان دینے مین سبقت تہی پس وہان اتنا باقی رکہا کہ سکوت تام نہ ہوا کہ محض امتحان تہا اور یہان باہمہ مقام محبوبیت اور حکم طلب دعا رضا اور تسلیم اور خوشنودی اور سکوت تام تہا کہ تکمیل اور اختتام تہا فافہم وتدبر چنانچہ اسی صبر و شکر اور رضا اور تسلیم کی ترغیب بہی اللہ تعالی نے بیشتر فرمائی کہ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور اجر بہی آخر کو بلفظ صلوة اور رحمت اور اہتدا بیان فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ فافہم وتدبر ؎

مکروہ طبع گر نبود آن بلا نماند ؛ بروی چو صبر کرد نکردہ است ہیچ کار ؛ ور ملتفت لذتی بہ بلا باز شکر کرد ؛ آن شکر لذت است ورا معتبر مدار ؛ آرے چو با کراہت نفس راضی است ؛؛ این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار

این صبر و این بلا بہ شہ ختم شد حسین ؛ جز وی نصیب کس نشد این قسم رہا

تمت

دفع دخل عدر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

از بسکہ طبائع نوع بشر کی مختلف واقع ہوئی ہین سب طبیعتین ایکطرحکی نہین ہوتی ہین اسی سبب سے سب ادیان اور مذاہب مختلف ہین اور ہر مذہب مین باہم اختلافات ہین یہی ایک کلام اللہ ہی کہ ایک دین اور مذہب اسلام محمدیہ مین صلعم ہفتاد و سہ فرقہ مختلف ہین اور متمسک اور استناد سب کا آیات قرانی سے ہی بہت ہدایت پذیر اور بہت گمراہ ہوے جیساکہ خود فرماتا ہی يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا پس اس صورت مین اس کتاب اسرار کربلا کو ملاحظہ کر کے اکثر ارباب معانی فہم صاحبان انصاف پسند تسلیم اور تصدیق کر کے بہرہ مند اور مستفیض ہوتے ہین اور بعض نو آموز نا کار افتادہ بدعوی تفسیر دانی تازہ بر سر انکار اور اعتراض اگر مصنف کتاب کو نشانہ سہام ملام کرتے ہین اور حجت الزامی یہہ قرار دیتے ہین کہ آیات مستندہ کتاب اسرار کربلا کا شان نزول اور ہی کسی مفسر نے سلف سے آج تک ان آیات کے شان نزول مین کربلا کا ذکر کہین نہین کیا یہہ مولف اپنی طرف سے معاذ اللہ معانی آیات قرانی مین بھی دخل و تصرف کرتا ہی لہذا بادی النظر مین عوام ناواقف خام شریعت کے نزدیک بڑا مقام الزام کا ہو سکتا ہی کہ اگر عمل انصاف پسند انگریزی نہوتا بعید نہ تہا کہ مولف کتاب پر خروج کرتے اور واجب القتل قرار دیتے اسواسطے دفع دخل ضرور ہوا کہ مولف بیچارہ نے یہہ نہین لکھا کہ ان آیات کا شان نزول یہی ہی بلکہ کمال بلاغت اور متانت رمز و کنایات کلام اللہ کے بیان کی ہی کہ ہر چند بظاہر شان نزول ان آیات کا جانب کربلا بصراحت نہین مگر تطبیق مضامین ہر جزئیات کے اوپر واردات کربلا کی کسطرح مطابقت واقعی ہی نہ یہ کہ اسی مقام خاص مین یہہ آیات نازل ہوئی ہین یہہ بلاغت اور متانت بیان کی ہی خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران پس بظاہر اگر شان نزول ان آیات کا خاص واسطے کربلا کی نہین ہے کچھ قباحت نہین لازم اتی کہ اسی پردہ مین حال سب کربلا اور مال کار اسرار کربلا اللہ تعالی نی بیان کر دیا کہ لا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ اسمین معاذ اللہ کچھ دخل و تصرف مولف کا نہین پایا جاتا ہی بلکہ بلاغت اور نکات کلام اللہ کی بیان کئے ہین نہ دخل و تصرف مگر فہم ہر کس بقدر طینت اوست مَن فَهِمَ فَهِمَ اسکے علاوہ کتاب مسلم الثبوت شرح قصائد مرتضوی نہج البلاغت کی سند

اور نظیر بہی بجای خود مولف سنے بیان کر دی ہی کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سب واردات
خاندان نبوت اور معرکہ کربلا تا آخر مآل کار بنی امیہ اور یزیدیان مضامین معانی سورہ حمعسق
مین بترتیب وقوعی مطابق واقع تطبیق دیتی ہین حال آنکہ شان نزول اون سب آیات کا اور
ہے مگر مطابقت تامہ علی الترتیب اس سب واردات خاندان نبوت مین بہی پائی جاتی ہے
پس اسطرح سے رموز اور نکات اور بلاغت مضامین قرانی سکے بیان کرنے ہین معاذ اللہ دخل
وتصرف آیات قرانی نہین پایا جاتا بلکہ بیان کمال بلاغت کلام اللہ کا ہی فقط فافہم وتدبر

خاتمۃ الطبع

خدای تعالی کا شکر واحسان کہ کتاب عجیب ونسخۂ غریب موسوم بہ
اسرار کربلا مؤلفہ سخنور فہیم دانشور باطبع سلیم واقف
اسرار سخن کشایندۂ عقدۂ ہر نو و کہن دبیر الانشا
منشی محمد ظہیر الدین خان بہادر
مطبع عالی قدر شناس ثروت اساس ہنر پرور
فیض گستر صاحب طبع وقاد منشی
نولکشور بادانش خداداد مین مکرر
بماہ جون سنہ ۱۸۶۹ء بمقام لکھنؤ
چہپکر اتمام بتوجہ
شکران ایت
رسالت
گوشتر
ہوئی
فقط
تمت